دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۸۵/۲۱۲۷

سوال

میرا اصل مسئلہ ڈرائی کلین سے متعلق ہے، اس حوالے سے ضمناً چند باتیں ذہن میں آتی ہیں جن میں مختصر اور جامع وضاحت ہو تو تسلی کا باعث ہوگی کہ:

سوال نمبر۱: کیا شریعت میں کپڑوں کے پاک کرنے کا کوئی طریقہ متعین اور مخصوص ہے؟ اور پانی وغیرہ کا استعمال ضروری ہے، جیسا کہ بہت سے لوگ یہی سمجھتے ہیں، نیز پانی یا کسی مائع کا استعمال کتنی مرتبہ ضروری ہے یا پھر مدار اس بات پر ہے کہ بس نجاست دور کردی جائے تو کپڑا پاک ہوجائے گا خواہ کسی طریقے سے بھی ہو، خواہ پانی یا مائع استعمال ہو یا نہ ہو؟

سوال نمبر۲: ڈرائی کلین سے متعلق یہ بات تو واضح ہے کہ یہ طریقہ عموماً ان کپڑوں کی صفائی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ جن کو پانی سے صاف کرنا متعذر ہوتا ہے، اس لئے کہ اگر ان کپڑوں میں پانی استعمال کیا جائے تو وہ یا تو پہلی مرتبہ میں ہی کپڑے کو خراب کردے گا، یا ایک دو مرتبہ پانی کے استعمال سے وہ کپڑا خراب ہوجائے گا، جبکہ ڈرائی کلین میں ایسے مائع کا استعمال کیا جاتا ہے کہ جو عموماً ان کپڑوں کو نقصان پہنچائے بغیر صفائی کردیتا ہے۔ لیکن عموماً اس مائع کا استعمال اس طریقے سے ممکن نہیں ہوتا ہے کہ ہر مرتبہ اس مائع کو تبدیل کرکے کپڑوں کی صفائی کی جائے، کیونکہ یہ بہت مہنگا پڑتا ہے۔

ڈرائی کلین کا ایک طریقہ تو اعلیٰ درجہ کی مشین کے ذریعہ ڈرائی کلین کرنا ہے جو تقریباً بین الاقوامی طور پر رائج ہے، اس کا طریقہ کار ایک ڈرائی کلین فیکٹری کی باقاعدہ تصدیق کے ساتھ منسلک ہے، اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ اس میں جو مشینی طریقہ ذکر کیا گیا ہے، اس طریقے سے کپڑوں کو ڈرائی کلین کرنے سے کپڑوں کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا یا نہیں؟

سوال نمبر۳: ڈرائی کلین کا ایک طریقہ جو بعض دوسری جگہوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ دھوبی لوگوں کے پاس کپڑے دھونے کی جو عام مشینیں موجود ہوتی ہیں، اسی طرح کی مشین ہے اس میں ایک مادہ ایس ایم ٹی (سپر منرل ٹرپنٹائین۔Super mineral turpentine) ڈالا جاتا ہے، پھر مشین کو چلادیا جاتا ہے، یہ مادہ پٹرول کی طرح کپڑوں کی صفائی کرتا ہے، پھر اس کے بعد اس مشین سے یہ مادہ نکال لیا جاتا ہے اور سادہ فلٹر کے طریقے سے میل کچیل وغیرہ اجزاء الگ کرکے اس مادے کو دوبارہ دوسرے کپڑوں میں استعمال کیا جاتا ہے، کپڑے اس مشین میں صاف ہونے کے بعد ان کو ایک ڈرائیر کے ذریعے صرف نچوڑا جاتا ہے، پھر عموماً ان کپڑوں کو کافی درجہ حرارت پر ایک مشین میں خشک کیا جاتا ہے، اس کے بعد بھاپ والی سادہ استریوں کے ذریعے ان کو پریس کیا جاتا ہے، جن میں پانی سے حاصل کی گئی بھاپ آرہی ہوتی ہے اور کپڑوں کو استری کرنے کے دوران وہ پانی سے حاصل شدہ بھاپ بھی

استعمال ہو رہی ہوتی ہے، جو فوراً بخارات کی شکل میں کپڑوں کے استری ہونے کے ساتھ ساتھ اڑتی رہتی ہے۔
ان میں سے بہت کم فینسی قسم کے کپڑے ایسے ہوتے ہیں جن کو زیادہ درجہ حرارت پر خشک کرنا نقصان دہ ہو سکتا ہے، بلکہ بعض کپڑوں کو تو تیز دھوپ میں خشک کرنا بھی نقصان دہ ہوتا ہے تو ایسے کپڑوں کو ہلکی دھوپ یا پھر چھاؤں میں پنکھے وغیرہ کے ذریعے خشک کر کے آخر میں بھاپ والی استریوں سے پریس کیا جاتا ہے۔ تاہم مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں خشک اور پریس ہونے کے بعد تمام کپڑوں کی صفائی کے اعتبار سے حالت تقریباً یکساں ہوتی ہے، یعنی دونوں صورتوں میں کپڑے صاف ہو جاتے ہیں۔ اس طریقہ کار میں کپڑوں کے پاک ہونے سے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۴: منسلکہ تصدیق شدہ طریقہ کار کے آخر میں برش کے ذریعے صفائی کا جو ذکر کیا گیا ہے، اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ عمدہ فینسی کپڑوں میں یہ طریقہ ناگزیر ہے، اور ایسے کپڑے عموماً بہت کم مقدار میں ہوتے ہیں اور ان میں بھی عموماً لیڈیز فینسی کرتے قمیص یعنی اوپر والے بدن کے حصے پر پہنے جانے والے کپڑے ہوتے ہیں، جن کے نجس ہونے کا احتمال کم ہوتا ہے، اگر ان کو برش کے ذریعے مادہ ایس ایم ٹی مکمل طور پر لگایا جائے کہ یہ تر ہو جائیں اور پھر ان کو خشک کر کے پریس کر دیا جائے تو پاکی کے اعتبار سے کیا حکم ہوگا؟

اور ایک صورت یہ ہے کہ بعض داغ وغیرہ سے متأثرہ جگہوں پر صرف یہ مادہ لگا دیا جائے اور پورا تر نہ کیا جائے تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟

ایسے کپڑے استعمال کرنے والی خواتین کے لئے کیا مشورہ ہے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے؟ یعنی وہ ان کپڑوں کو ڈرائی کلین کے بعد پاک سمجھیں یا کوئی احتیاط ان کے لئے ہے تو بیان فرمادیں۔ اور ایسے کپڑوں کے سلسلے میں ڈرائی کلین کرنے والے حضرات کے لئے آپ کیا مشورہ مناسب سمجھیں گے؟

سائل

محمد نعمان

بمعرفت مدرسہ عثمانیہ

دار الافتاء

Since 1949
Snowhite
DRYCLEANERS
Largest Cleaning Network..... COUNTRYWIDE
Brands of the year Award
IT'S ALL ABOUT CHAMPIONS
2011-2012

سنو وائٹ ڈرائی کلینرز
Snowhite Dry Cleaners
Tel: 38682810-17, 38679330-5
Add: 99/5, Gulshan-e-Mehronissa,
Ibrahim Haydri, Sector-48,
Korangi Ind. Area, Karachi.

دار الافتاء ۸۵/۲۱۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنو وائٹ میں ڈرائی کلین کا طریقہ کار

سنو وائٹ میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے یہ طریقہ کار انٹرنیشنل لیول پر استعمال ہو رہا ہے اور اسلام آباد، لاہور اور بڑے بڑے شہروں میں پروفیشنل طور پر ڈرائی کلین کے لئے یہی مشینی طریقہ عموماً استعمال ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ صرف سنو وائٹ ہی اپنے بارے میں یہ ضمانت دے سکتی ہے کہ وہ اس طریقہ پہ عمل کرتی ہے دوسروں کہ بارے میں سنو وائٹ کوئی ضمانت نہیں دے سکتی۔ اس طریقۂ کار کی تفصیل درجِ ذیل ہے :

(۱) اس مشینی طریقہ میں کپڑوں کی صفائی کے لئے جو مادہ (سالوینٹ) استعمال کیا جاتا ہے، وہ پرکلوروتھائی لین (Perchlorethylene) یا ٹیٹرا کلوروتھائی لین (Tetrachlorethylene) ہے، یہ مائع کی شکل میں ہوتا ہے۔ یہ ڈرائی کلین کے لئے عمدہ اور مہنگا سالوینٹ ہے۔

(۲) ڈرائی کلین مشین جس میں کپڑے صفائی کے لئے ڈالے جاتے ہیں اس کے نچلے حصے میں تین ٹینک ہیں، ان تینوں میں مذکورہ مادہ (سالوینٹ) موجود ہوتا ہے، ان تینوں ٹینکو ں میں بیک وقت تقریباً ۲۰ ۷ لیٹر سالوینٹ آسکتا ہے۔ حسبِ ضرورت ان ٹینکوں سے سالوینٹ کپڑوں والے خانے میں جاتا ہے، اور پھر کپڑوں کی صفائی میں استعمال ہو کر یہ سالوینٹ فلٹر ہو کر یا ڈسٹلیشن (Distillation) کے مرحلے سے گزر کر واپس ان ٹینکوں میں آتا رہتا ہے، (ڈسٹلیشن کے عمل کی وضاحت آگے آرہی ہے) نیز حسبِ ضرورت ان ٹینکوں میں نیا سالوینٹ ڈالتے رہتے ہیں۔

(۳) ڈرائی کلین کے لئے جو مشین یہاں استعمال ہوتی ہے، یہ ایک آٹومیٹک مشین ہے، کپڑوں کے حساب سے اس مشین کی بٹن کے ذریعے سیٹنگ کرلی جاتی ہے، پھر کپڑے ڈالنے کے بعد بٹن کے ذریعے اس کو آن کیا جاتا ہے، اس کے بعد باقی عمل یہ خود بخود مکمل کرتی ہے، جس کی تفصیل آگے ذکر کی جارہی ہے۔ اس مشین کے ایک بڑے جالی نما خانے میں کپڑے ڈالے جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اس خانے کو بند کردیا جاتا ہے اور بٹن آن کیا جاتا ہے، اس کے بعد کے مراحل ترتیب وار درجِ ذیل ہیں:

(الف) صفائی کا مرحلہ شروع ہونے پر سالوینٹ مذکورہ بالا تین ٹینکوں میں سے کسی ایک سے لیا جاتا ہے جو اوپر سے گرتا ہے اور کپڑے اس سے اچھی طرح تر ہوجاتے ہیں اور اسی سالوینٹ میں کم و بیش پندرہ بیس منٹ تک گھومتے

Since 1949
Snowhite
DRYCLEANERS
Largest Cleaning Network..... COUNTRYWIDE!
Brands of the year Award IT'S ALL ABOUT CHAMPIONS 2011-2012

سنو وائٹ ڈرائی کلینرز
Snowhite Dry Clean
Tel: 38882810-17, 386793
Add: 99/5, Gulshan-e-Mehran
Ibrahim Haydri, Sector
Korangi Ind. Area, Kara

رہتے ہیں، اور سالوینٹ کی مقدار کا تناسب عموماً اس طرح ہوتا ہے کہ ایک کلوگرام کپڑوں کے لئے تقریباً پانچ لیٹر
سالوینٹ استعمال ہوتا ہے، اور عموماً ایک وقت میں کپڑوں والے خانے میں ۱۰۰ لیٹر سے ۱۲۰ لیٹر سالوینٹ ہوتا ہے۔

(ب) پندرہ بیس منٹ اس سالوینٹ میں گھومنے کے بعد اس سالوینٹ کا اس خانے سے اخراج شروع ہوجاتا ہے
اور نکلنے والا سالوینٹ لازماً فلٹر سے گزرتا ہے، جس میں نجاست کے ثقیل اجزاء اور میل کچیل وغیرہ سب الگ
ہوجاتی ہے۔ اور یہ سالوینٹ شکل میں ایسا ہوجاتا ہے کہ جیسے نیا سالوینٹ ہو، ہاں البتہ ایسے کپڑوں میں استعمال کی
صورت میں کہ جن کا رنگ زیادہ اترتا ہو، فلٹر کے بعد اس رنگ کا اثر دکھائی دیتا ہے۔
فلٹر سے گزر کر یہ سالوینٹ دوبارہ کپڑوں والے خانے میں آتا رہتا ہے اور استعمال ہوتا رہتا ہے، اس طرح یہ سرکل
چلتا رہتا ہے۔

نیز اس سالوینٹ کا زیادہ میلا حصہ جو تقریباً اس خانے میں موجود سالوینٹ کا بیس (۲۰) فیصد ہوتا ہے وہ ڈسٹلیشن
کے مرحلہ سے گزرتا ہے، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ فلٹر سے گزر کر یہ بیس فیصد سالوینٹ ایک بھٹی میں جاتا ہے
اور آگ کے ذریعے یہ بھاپ کی شکل میں اڑتا ہے، اور پھر اوپر کی طرف ٹھنڈے پائپوں میں گزرنے سے مائع کی
شکل میں آکر نیچے موجود ٹینکوں کی طرف آجاتا ہے۔ ڈسٹلیشن کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد یہ نئے سالوینٹ کی
طرح ہوجاتا ہے اور فلٹر کے عمل کی بنسبت زیادہ صاف ہوتا ہے، بلکہ بالکل صاف ہوتا ہے۔
علاوہ ازیں مجموعی اعتبار سے سالوینٹ کے زیادہ متأثر ہونے کی صورت میں بھی اس کو ڈسٹلیشن کے مرحلہ سے گزارا
جاتا ہے تاکہ اچھی طرح صاف ہونے کے بعد اس کو دوبارہ استعمال کیا جائے۔

(ج) کپڑوں سے اچھی طرح سالوینٹ نکلنے کے بعد مشین کے اندر موجود ہیٹرز کے ذریعے ان کو تقریباً 60 ڈگری
سے 75 ڈگری تک درجہ حرارت دیا جاتا ہے، اس دوران بھی کپڑے گھومتے رہتے ہیں اور اس عمل کے ذریعے اچھی
طرح کپڑوں کو خشک کیا جاتا ہے تاکہ ایک تو ان میں موجود نمی ختم ہوجائے اور دوسرا یہ کہ اس سالوینٹ کے باقی ماندہ

E-mail: cs@snowhite.com.pk
Web: www

سنووائٹ ڈرائی کلینرز
Snowhite Dry Cleaners
Tel: 38682810-17, 38679330-5
Add: 99/5, Gulshan-e-Mehronissa,
Ibrahim Haydri, Sector-48,
Korangi Ind. Area, Karachi.

دار الافتاء

اثرات ان کپڑوں سے ختم ہوجائیں، کیونکہ اس مادے کا کپڑوں میں باقی رہنا صحت کے لئے بہت مضر ہے، اتنے درجہ حرارت پر خشک کرنے کے بعد کپڑا صاف ستھرا نکلتا ہے، **اور ہماری معلومات کے مطابق اس عمل کے اختتام پر ان کپڑوں میں نجاست کا باقی رہنا ممکن نہیں ہے۔**

(د) کپڑوں کو مذکورہ ڈرائی کلین کے طریقہ سے صاف کرنے کے بعد عموماً اس طرح کے کپڑوں کو استری کرنے کے لئے بھاپ والی مشینیں استعمال کی جاتی ہیں، جن میں پانی سے حاصل کی گئی بھاپ آرہی ہوتی ہے اور ان مشینوں سے کپڑوں کو استری کرنے کے دوران وہ پانی سے حاصل شدہ بھاپ بھی استعمال ہورہی ہوتی ہے، جو فوراً بخارات کی شکل میں کپڑوں کے استری ہونے کے ساتھ ساتھ اڑتی رہتی ہے۔

(ہ) مذکورہ سالوینٹ کو متعدد مرتبہ مختلف کپڑوں کی صفائی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، ایک مرتبہ استعمال کرکے اس کو ضائع کرنا ممکن نہیں، کیونکہ یہ ایک کافی مہنگا سالوینٹ ہے، اگر ایک مرتبہ استعمال کے بعد اس کو ضائع کردیا جائے تو یہ اتنا مہنگا پڑے گا کہ کوئی فرد اس طریقے سے ڈرائی کلین کو برداشت نہیں کرسکے گا اور نہ ہی ڈرائی کلین کی فیکٹری کوئی چلا سکے گا۔

(و) عموماً ایسے کپڑے ہی ڈرائی کلین کئے جاتے ہیں جن کو عام پانی سے دھونا نقصان دہ ہوتا ہے، اور عام طور پر ایسے کپڑے اسی مشینی طریقہ سے صاف کئے جاتے ہیں، البتہ بعض کپڑے جو فینسی قسم کے ہوتے ہیں، اگرچہ یہ کپڑے بہت ہی کم مقدار میں ہوتے ہیں، ان کو اس مشین میں ڈالنا ممکن نہیں ہوتا۔ تو ایسے کپڑوں کو ہاتھ کے ذریعے صاف کیا جاتا ہے، اس طرح کہ ہاتھ میں برش لے کر اس برش پر عموماً ایک مادہ ایس ایم ٹی (Super mineral turpentine) لگا کر کپڑے پر لگایا جاتا ہے اور پھر اس کپڑے کو خشک کرکے استری کردیا جاتا ہے۔ یہ مادہ بھی پر کلورو تھائی لین کی طرح ڈرائی کلین کے لئے استعمال ہوتا ہے، اگر برش کے ذریعے صحیح طریقے سے کپڑے کو تر کیا جائے اور پھر اسے خشک کیا جائے تو اس سے بھی کپڑا کافی صاف ہوجاتا ہے۔ اور اگر ایسے کپڑے پر نجاست لگی ہو تو صحیح

Since 1949
Snowhite
DRYCLEANERS
Largest Cleaning Network..... COUNTRYWIDE!

Brands of the year Award
IT'S ALL ABOUT CHAMPIONS
2011-2012

سنو وائٹ ڈرائی کلینرز
Snowhite Dry Cleaners
Tel: 38882810-17, 38679330-5
Add: 99/5, Gulshan-e-Mehronissa,
Ibrahim Haydri, Sector-48,
Korangi Ind. Area, Karachi.

طریقے سے اس کپڑے کو تر کرنے اور پھر خشک کرنے اور استری کے مراحل سے گزرنے کے بعد ہماری معلومات کی حد تک اس سے نجاست دور ہو چکی ہوگی۔ لیکن اگر یہ مادہ کپڑے کو صحیح طریقے سے نہ لگایا جائے، بلکہ کہیں کہیں برش پھیر دیا جائے تو اگر ایسا کپڑا پہلے سے نجس ہو تو اس طرح کے عمل سے اس کو پاک کہنا مشکل ہوگا۔

SNOWHITE DRY CLEANERS ★ KARACHI

دار الافتاء

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

﴿۱﴾......(الف) شرعاً اشیاء سے نجاست دور کرنے اور ان کو پاک کرنے کے لئے کوئی ایک خاص طریقہ متعین نہیں، بلکہ شریعت میں مختلف طریقے بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے کسی طریقے سے اگر نجاست کے زائل ہونے کا یقین یا غالب گمان ہوجائے، پاکی حاصل ہوجائے گی (قال فی الحلبی الکبیر: ص ۱۸۶ : فالحاصل ان زوال الاثر شرط فی کل موضع ما لم یشق کیف ما کان التطھیر وبأی شئ کان فلیحفظ ذلک وقد اکثر نا من تکرارہ لذلک)، اس لئے کہ تطہیر امرِ عقلی ہے اور یہ معلول بالعلت ہے اور وہ علت ازالہ نجاست ہے، لہٰذا جب علت پائی جائے گی، معلول (طہارت) کا حکم لگ جائے گا، [ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارات ۱،۲] خواہ علت (ازالہ نجاست) کا حصول پانی کے استعمال کے ذریعے ہو یا کسی اور مائع کے استعمال کے ذریعے ہو (بالخصوص جبکہ بعض مائعات ازالہ میں پانی کی بنسبت زیادہ مؤثر ہوتے ہیں [ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارات ۳،۴]) یا ازالہ نجاست پانی اور کسی مائع کے استعمال کے بغیر ہو [اس کی مزید وضاحت (د) کے تحت ذکر کی گئی ہے]

---

(۱) فی البحر الرائق: (۲۳۳/۱)

(قولہ: وبمائع مزیل کالخل وماء الورد) قیاسا علی إزالتھا بالماء بناء علی أن الطھارۃ بالماء معلولۃ بعلۃ کونہ قالعا لتلک النجاسۃ والمائع قالع فھو محصل ذلک المقصود فتحصل بہ الطھارۃ ۔

(۲) وفی الحلبی الکبیر: (ص۸۹)

ولھما ۔ای للشیخین رحمھما اللہ تعالیٰ ۔انا لا نسلم ان ازالۃ النجاسۃ بالماء علی خلاف القیاس بل ھو امر معقول لان الماء لاینجس حال الاستعمال لان النجاسۃ لا تحل محلین فی آن واحد ففی حالۃ المعالجۃ لم تزایل العین وحین انتقال الی الماء لا تبقی فیھا ولھذا یتلون الماء بلون النجاسۃ التی لھا لون ویتلاشی ذلک اللون فی المحل شیئا فشیئا حتی یزول بالکلیۃ زوالا محسوسا لا شک فیہ فثبت ان زوالھا بالماء امر معقول والمائع مثلہٗ فی الازالۃ والقلع فیتعدی الحکم الیہ ۔

(۳) وفی الفتاوی الھندیۃ: (۴۵/۱)

ولو لحس الثوب بلسانہ حتی ذھب الأثر فقد طھر کذا فی المحیط۔

(۴) فی بدائع الصنائع: (۸۳/۱)

وھذہ المائعات فی المداخلۃ، والمجاورۃ والترقیق مثل الماء فکانت مثلہ فی افادۃ الطھارۃ بل اولیٰ فان الخل

دار الافتاء

(ب) نیز راجح قول کے مطابق پاکی کا حصول ہر حالت میں تین مرتبہ دھونے پر موقوف نہیں، بلکہ جب نجاست کے زائل ہونے کا یقین یا ظنِ غالب حاصل ہو جائے پاکی کا حکم لگے گا، اگرچہ ازالہ نجاست ایک مرتبہ دھونے سے ہی ہو جائے۔(ویعلم من کتب الفقه ان الراجح استواء النجاسة المرئية وغير المرئية فی هذا الحکم)

[ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارات ا تا ۳]

يعمل فی ازالة بعض الوان لا تزول بالماء فكان فی معنى التطهير ابلغ۔

(۱)فی الدر المختار:(۳۳۱/۱)

(و) يطهر محل (غيرها) أی :غير مرئية (بغلبة ظن غاسل) لو مكلفا وإلا فمستعمل (طهارة محلها) بلا عدد به يفتى.(وقدر) ذلك لموسوس (بغسل وعصر ثلاثا)۔

(۲)وفی ردالمحتار:(۳۳۱/۱)

(قوله :بلا عدد به يفتى) كذا فی المنية .وظاهره أنه لو غلب على ظنه زوالهما بمرة أجزأه وبه صرح الإمام الكرخی فی مختصره واختاره الإمام الإسبيجابی .وفی غاية البيان أن التقدير بالثلاث ظاهر الرواية .وفی السراج اعتبار غلبة الظن مختار العراقيين، والتقدير بالثلاث مختار البخاريين والظاهر الأول إن لم يكن موسوسا وإن كان موسوسا فالثانی اهـ بحر .قال فی النهر وهو توفيق حسن اه الخ۔وعليه جرى صاحب المختار، فإنه اعتبر غلبة الظن إلا فی الموسوس، وهو ما مشى عليه المصنف واستحسنه فی الحلية وقال :وقد مشى الجم الغفير عليه فی الاستنجاء .

أقول :وهذا مبنی على تحقق الخلاف، وهو أن القول بغلبة الظن غير القول بالثلاث .قال فی الحلية : وهو الحق، واستشهد له بكلام الحاوی القدسی والمحيط.

أقول :وهو خلاف ما فی الكافی مما يقتضی أنهما قول واحد، وعليه مشى فی شرح المنية فقال :فعلم بهذا أن المذهب اعتبار غلبة الظن وأنها مقدرة بالثلاث لحصولها به فی الغالب وقطعا للوسوسة وأنه من إقامة السبب الظاهر مقام المسبب الذی فی الاطلاع على حقيقته عسر كالسفر مقام المشقة اهـ .وهو مقتضى كلام الهداية وغيرها، واقتصر عليه فی الإمداد، وهو ظاهر المتون حيث صرحوا بالثلاث،والله أعلم

(۳)وفيه ايضاً:(۳۳۳/۱)

أقول :لكن قد علمت أن المعتبر فی تطهير النجاسة المرئية زوال عينها ولو بغسلة واحدة ولو فی إجانة كما مر، فلا يشترط فيها تثليث غسل ولا عصر، وأن المعتبر غلبة الظن فی تطهير غير المرئية بلا عدد على المفتى به أو مع شرط التثليث على ما مر۔

دار الافتاء

(ج)علاوہ ازیں اگر کوئی نجاست ایسی ہو جس کے اثر کے مکمل ازالہ میں مشقت ہو مثلاً اس کا رنگ نہ اترتا ہو وغیرہ تو دفعِ حرج کے لئے فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے بالکلیہ ازالہ کو ضروری قرار نہیں دیا۔ [ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارت ۱]

(د)نیز اگر کسی چیز میں لگی نجاست کو پانی یا کسی مائع سے زائل کرنا متعذر ہو تو فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بغیر ان کے استعمال کے بھی متعدد صورتوں میں ازالہِ نجاست ہونے کی تقدیر پر طہارت کا حکم لگایا گیا ہے، مثلاً نجس روئی کو دُھنے کے بعد پاک قرار دینا، تنور کے ناپاک ہونے کی صورت میں آگ سے اس کا پاک ہوجانا وغیرہ۔[ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارت ۲تا۵]۔حاصل یہ کہ تطہیر کا اصل مدار ازالہِ نجاست پر ہے۔

---

(١)وفی الفتاوی الهندية:(٤٢/١)

وإن كانت شيئا لا يزول أثره إلا بمشقة بأن يحتاج في إزالته إلى شيء آخر سوى الماء كالصابون لا يكلف بإزالته هكذا في التبيين و كذا لا يكلف بالماء المغلى بالنار هكذا في السراج الوهاج۔

(٢)وفی الدرالمختار:(٣١٤/١)

وقد أنهيت في الخزائن المطهرات الى نيف وثلاثين وغيرت نظم ابن وهبان فقلت : ونار وغلى ....كتنور رش بماء نجس لابأس بالخبز فيه (كطين تنجس فجعل منه كوز بعد جعله على النار) يطهر ان لم يظهر فيه اثر النجس بعد الطبخ۔

(٣)وفی ردالمحتار:(٣١٥/١)

(قوله :ونار) كما لو أحرق موضع الدم من رأس الشاة بحر وله نظائر تأتي قريبا ولا تظن أن كل ما دخلته النار يطهر كما بلغني عن بعض الناس أنه توهم ذلك، بل المراد أن ما استحالت به النجاسة بالنار أو زال أثرها بها يطهر، ولذا قيد ذلك في المنية بقوله في مواضع۔ (قوله :رش بماء نجس) أي :أو بال فيه صبي أو مسح بخرقة مبتلة نجسة حلية .(قوله :لا بأس بالخبز فيه) أي :بعد ذهاب البلة النجسة بالنار وإلا تنجس كما في الخانية .

(قوله ذكره الحلبي)وعلله بقوله لاضمحلال النجاسة بالنار وزوال أثرها۔

(٤)فی الحلبی الکبیر :(ص١٧٧)

(وكذا تجوز ازالتها بالنار او بالتراب) لان المقصود قلع اثرها فاذا حصل بالنار او بالتراب اجزا ، وحصول ذلك (في مواضع منها اذا تلطخ السكين) ونحوه (بالدم او) تلطخ (رأس شاة)مثلا به (ثم ادخل)ذلك المتلطخ (النار فاحترق الدم) وزال اثره (طهر الرأس والسكين) ونحوهما بالنار لحصول المقصود (وكذا اذا اصاب السكين دم فمسح بالتراب يطهر)لما قلنا ۔

(٥)وفی الفتاوی الهندية :(٤٥/١)

المحلوج النجس إذا ندف إن كان الكل أو النصف نجسا لا يطهر وإن كان يسيرا بحيث يحتمل أن يذهب بهذا ......

﴿۲﴾......ڈرائی کلین کے منسلکہ طریقہ کار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ مادہ (سالوینٹ) کی ایک مخصوص مقدار کو متعدد بار مختلف کپڑوں کی صفائی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اور ڈرائی کلین کا کام کرنے والے حضرات نے بتایا ہے کہ اس بات کا یقین یا غالب گمان ہوتا ہے کہ ڈرائی کلین کے ذریعے صاف کئے جانے والے کپڑوں میں ناپاک کپڑے بھی شامل ہوتے ہیں، تو ایسی صورت میں سالوینٹ ناپاک کپڑوں میں استعمال کئے جانے کی وجہ سے ناپاک ہو جائے گا، البتہ نئے غیر استعمال شدہ سالوینٹ میں جب پہلی بار کپڑے ڈالے جائیں گے تو پہلی مرتبہ والے کپڑے شرعاً پاک ہوں گے، جبکہ ڈرائی کلین ہونے کے بعد ان کپڑوں میں نجاست کا اثر (رنگ، بو، ذائقہ) نہ ہو۔[ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارت ۱تا۵]

......الفعل يحكم بطهارته كالكدس إذا تنجس فقسم بين الدهقان و العامل يحكم بطهارته كذا في الخلاصة الحنطة تداس بالحمر تبول وتروث ويصيب بعض الحنطة ويختلط ما أصيب منها بغيره قالوا لو عزل بعضها وغسل ثم خلط الكل أبيح تناولها و كذلك لو عزل ووهبه من إنسان أو تصدق به عليه كذا في الذخيرة۔

(١)في الدر المختار :(٣٢٦/١)

إذا وردت النجاسة على الماء تنجس الماء إجماعا، لكن لا يحكم بنجاسته إذا لاقى المتنجس ما لم ينفصل فليحفظ۔

(٢) وفي ردالمحتار:(٣٢٦/١)

قال في البحر :اعلم أن القياس يقتضي تنجس الماء بأول الملاقاة للنجاسة، لكن سقط للضرورة سواء كان الثوب في إجانة و أورد الماء عليه أو بالعكس عندنا، فهو طاهر في المحل نجس إذا انفصل، سواء تغير أو لا۔

(٣)وفي الدر المختار:(٣٢٨/١)

(وكذا يطهر محل نجاسة) أما عينها فلا تقبل الطهارة (مرئية) بعد جفاف كدم (بقلعها) أي :بزوال عينها وأثرها ولو بمرة أو بما فوق ثلاث في الأصح۔

(٤)وفي ردالمحتار:(٣٢٨/١)

(قوله :ولو بمرة) يعني إن زال عين النجاسة بمرة واحدة تطهر، سواء كانت تلك الغسلة الواحدة في ماء جار أو راكد كثير أو بالصب أو في إجانة، أما الثلاثة الأول فظاهر، وأما الإجانة فقد نص عليها في الدرر حيث قال: غسل المرئية عن الثوب في إجانة حتى زالت طهر .اهـ .ح

(٥)في الفتاوى الهندية :(٢٣/١)

والجنب إذا انغمس في البئر لطلب الدلو فعند أبي يوسف رحمه الله الرجل بحاله والماء بحاله وعند محمد رحمه الله تعالى كلاهما طاهر وعند أبي حنيفة رحمه الله كلاهما نجس وعنه أن الرجل طاهر لأن الماء لا يعطى له حكم الاستعمال قبل الانفصال وهو اوفق الروايات هكذا في الهداية ـ

تاہم پہلی بار صاف کئے جانے والے کپڑوں میں نجس کپڑے شامل ہونے کی صورت میں یہ سالوینٹ نجس ہو جائے گا، پھر یہ سالوینٹ جب دوسرے کپڑوں میں استعمال ہوگا تو ان کو بھی ناپاک کر دے گا۔واضح رہے کہ ناپاک سالوینٹ فقط فلٹر سے گزرنے سے شرعاً پاک نہیں ہوتا۔

منسلکہ طریقہ کار میں اگرچہ سالوینٹ کے استعمال کے بعد کپڑوں کو کافی درجہ حرارت پر خشک کیا جاتا ہے، نیز اس کو بھاپ والی استریوں سے استری بھی کیا جاتا ہے لیکن شرعاً کپڑوں میں یہ طریقہ کار ان کو پاک قرار دینے کے لئے کافی نہیں ہے اور ناپاک سالوینٹ کے استعمال کے بعد کپڑے کو جس طریقے سے بھی خشک کر لیا جائے، محض خشک کرنے سے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان کپڑوں سے نجاست کے زائل ہونے کا یقین یا غالب گمان حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کے مشاہداتی تجربہ کے لئے کیمیکل انجینئر حضرات سے رابطہ کیا گیا، این۔ای۔ڈی یونیورسٹی کے کیمیکل انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ کی رپورٹ منسلک ہے۔

پیچھے ذکر کیا گیا شرعی حکم فقہ حنفی کے بھی مطابق ہے اور فقہ شافعی نیز فقہ مالکی، اور فقہ حنبلی کی کتب میں ان کے جمہور حضرات کے نزدیک جو اقوال اصح یا راجح اور مختار ہیں، ان کی رو سے بھی یہی حکم معلوم ہوتا ہے۔[ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارت ا تا ۴]

---

(۱)فی المجموع شرح المهذب للعلامة النووی:(۱/۱٤٦)　　[الفقه الشافعی]

أما غير الماء من المائعات وغيرها من الرطبات فينجس بملاقاة النجاسة وإن بلغت قلالا وهذا لا خلاف فيه بين أصحابنا ولا أعلم فيه خلافا لأحد من العلماء وسبق الفرق بينه وبين الماء فى الاستدلال على أبى حنيفة رحمه الله وحاصله أنه لا يشق حفظ المائع من النجاسة وإن كثر بخلاف كثير الماء ـ

(۲)وفى بداية المجتهد ونهاية المقتصد :(۱/۸۲)　　[الفقه المالکی]

الباب الرابع :فى الشىء الذى تزال به وأما الشىء الذى به تزال، فإن المسلمين اتفقوا على أن الماء الطاهر المطهر يزيلها ...... واتفقوا أيضا على أن الحجارة تزيلها من المخرجين، واختلفوا فيما سوى ذلك من المائعات والجامدات التى تزيلها.

فذهب قوم :إلى أن ما كان طاهرا يزيل عين النجاسة مائعا كان أو جامدا فى أى موضع كانت، وبه قال أبو حنيفة وأصحابه وقال قوم :لا تزال النجاسة بما سوى الماء إلا فى الاستجمار فقط المتفق عليه وبه قال مالك والشافعى رحمهما الله تعالىٰ ـ

(۳)وفى الذخيرة للقرافی:(۱/۱۵۸)　　[ايضاً]

فى الجواهر لا يجوز التطهير بغير الماء لقوله تعالى (وأنزلنا من السماء ماء طهورا) والطهور هو......

دار الافتاء

چونکہ ڈرائی کلین کا کام کرنے والے حضرات کے لئے احتیاط بہرحال اس میں ہے کہ وہ پاک سالوینٹ سے کپڑوں کو صاف کرنے کا اہتمام کریں، چنانچہ اس کی چند صورتیں تحریر کی جاتی ہیں:

1):ایک صورت جو باقی طریقوں سے بہتر ہے، یہ ہے کہ اگر سوال میں مذکور طریقہ کار میں اس طرح کرلیا جائے کہ کپڑوں میں استعمال ہونے والے سالوینٹ کو ہر مرتبہ کپڑوں میں استعمال کرنے کے دوران یا اس کے بعد اس میں ایک طرف سے پاک سالوینٹ ڈال کر اسی وقت دوسری طرف سے خانے میں موجود سالوینٹ کو جاری کردیا جائے تو یہ تمام سالوینٹ پاک ہوسکتا ہے، بشرطیکہ اس سالوینٹ میں نجاست کا اثر (رنگ یا بو یا ذائقہ) ظاہر نہ ہو۔اس صورت میں جاری کرنے کے لئے پاک سالوینٹ کی زیادہ مقدار اگرچہ ضروری نہیں لیکن احتیاط اس میں ہے کہ ایک طرف سے پاک سالوینٹ داخل کرکے دوسری طرف سے اتنا سالوینٹ نکال دیا جائے جتنا کپڑوں والے خانے میں مستعمل سالوینٹ موجود ہو۔[ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارت ۱،۲]

............الذی یتطهر به کما سلف أول الکتاب فیکون ذلك نصا علی سببیته و الأصل عدم سببیة غیره فإن قاس الحنفیة غیره علیه بجامع المائعیة منعنا صحة القیاس فی الأسباب وإذا سلمت صحته فرقنا بالیسر و الرقة و اللطافة۔

سابقہ صفحہ سے متعلق (٤)وفی المغنی لابن قدامة :(٥٨/١)　　　　[الفقه الحنبلی]

فأما غیر الماء من المائعات ففیه ثلاث روایات :احداهن، أنه ینجس بالنجاسة و إن کثر؛ لأن النبی -صلی الله علیه وسلم -سئل عن فأرة وقعت فی سمن، قال :إن کان مائعا فلا تقربوه رواه الإمام أحمد .فی "مسنده، إسناده صحیح علی شرط "الصحیحین "، ولم یفرق بین کثیره وقلیله، ولأنها لا قوة لها علی دفع النجاسة، فإنها لا تطهر غیرها، فلا تدفعها عن نفسها کالیسیر.

و الثانیة أنها کالماء ، لا ینجس منها ما بلغ القلتین إلا بالتغیر .قال حرب :سألت أحمد، قلت :کلب ولغ فی سمن أو زیت؟ قال :إذا کان فی آنیة کبیرة مثل حب أو نحوه، رجوت أن لا یکون به بأس ویؤکل، وإن کان فی آنیة صغیرة فلا یعجبنی وذلك لأنه کثیر، فلم ینجس بالنجاسة من غیر تغیر کالماء .

و الثالثة ما أصله الماء ، کالخل التمری، یدفع النجاسة؛ لأن الغالب فیه الماء ، وما لا فلا و الأولیٰ أولیٰ۔

(١)فی الدر المختار :(١٨٥/١)

وحکم سائر المائعات کالماء فی الأصح، حتی لو وقع بول فی عصیر عشر فی عشر لم یفسد، ولو سال دم رجله مع العصیر لا ینجس خلافا لمحمد ذکره الشمنی وغیره

(٢)وفی ردالمحتار:(٩٦/١)

وبقی شیء آخر سئلت عنه، وهو أن دلوا تنجس فأفرغ فیه رجل ماء حتی امتلأ وسال من جوانبه هل یطهر بمجرد ذلك أم لا؟ والذی یظهر لی الطهارة، أخذا مما ذکرناه هنا ومما مر من أنه لا یشترط أن ....

دار الافتاء

[مثلاً مذکورہ مشینی طریقہ کار میں جب سالوینٹ کپڑوں کے ساتھ گھوم رہا ہو تو اوپر سے پاک سالوینٹ تدریجاً ڈالا جائے اور اسی دوران کپڑوں والے خانے سے سالوینٹ کو خارج کرنا شروع کر دیا جائے یعنی ایک طرف سے پاک سالوینٹ داخل ہو رہا ہو اور دوسری طرف سے خانے میں موجود سالوینٹ کا اخراج شروع کر دیا جائے تو اس طرح جاری کرنے سے خانے میں موجود سالوینٹ پاک ہو سکتا ہے، اور اس صورت میں اس خانے میں موجود کپڑے بھی پاک ہوں گے، پھر اس سالوینٹ کو دوبارہ استعمال کے لئے ایک پاک ٹینک میں جمع کیا جا سکتا ہے]

مذکورہ طریقے سے سالوینٹ کے پاک ہونے کے بعد اسی سالوینٹ کو کپڑوں کو پاک کرنے میں استعمال کیا جا سکتا ہے، نیز اسی سالوینٹ کے ذریعے مذکورہ بالا طریقے سے خانے میں موجود ناپاک سالوینٹ کو جاری کر کے اسے پاک بھی کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حوض یا ٹنکی میں موجود پانی کے ناپاک ہونے کی صورت میں اسے پاک کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ:

جس حوض یا ٹنکی میں نجاست گری ہے اس کے ایک طرف سے پانی داخل کیا جائے اور دوسری طرف سے

............يكون الجريان بمدد، وما يقال إنه لا يعد في العرف جاريا ممنوع لما مر من أنه لو سال دم رجله مع العصير لا ينجس، وكذا ما ذكره الشارح بعده من أنه لو حفر نهرا من حوض صغير أو صب الماء في طرف الميزاب إلخ وكذا ما ذكرناه هناك عن الخزانة والذخيرة من المسائل، فكل هذا اعتبروه جاريا فكذا هنا. وأخبرني شيخنا حفظه الله تعالى أن بعض أهل عصره في حلب أفتى بذلك حتى في المائعات وأنهم أنكروا عليه ذلك. وأقول: مسألة العصير تشهد لما أفتى به، وقد مر أن حكم سائر المائعات كالماء في الأصح. فالحاصل أن ذلك له شواهد كثيرة، فمن أنكره وادعى خلافه يحتاج إلى إثبات مدعاه بنقل صريح لا بمجرد أنه لو كان كذلك لذكروه في تطهير المائعات كالزيت ونحوه. على أني رأيت بعد ذلك في القهستاني أول فصل النجاسات ما يدل عليه، حيث ذكر أن المائع كالماء والدبس وغيرهما طهارته إما بإجرائه مع جنسه مختلطا به كما روي عن محمد كما في التمرتاشي، وإما بالخلط مع الماء كما إذا جعل الدهن في الخابية ثم صب فيه ماء مثله وحرك ثم ترك حتى يعلو وثقب أسفلها حتى يخرج الماء هكذا يفعل ثلاثا فإنه يطهر كما في الزاهدي إلخ، فهذا صريح بأنه يطهر بالإجراء نظير ما قدمناه عن الخزانة وغيرها، من أنه لو أجرى ماء إناءين أحدهما نجس في الأرض أو صبهما من علو فاختلطا طهرا بمنزلة ماء جار، نعم على ما قدمناه عن الخلاصة من تخصيص الجريان بأن يكون أكثر من ذراع أو ذراعين يتقيد بذلك هنا، لكنه مخالف لإطلاقهم من طهارة الحوض بمجرد الجريان، هذا ما ظهر لفكري السقيم (وفوق كل ذي علم عليم)۔

دار الافتاء

نکالا جائے، تو تو دوسری طرف سے پانی نکلتے ہی یہ حوض اور ٹنکی اور ان کے پائپ سب پاک ہو جائیں گے، یہ ضروری نہیں کہ کوئی خاص مقدار پانی کی نکل جانے کے بعد پاک قرار دیا جائے، البتہ بعض فقہاءؒ کے نزدیک تین مرتبہ اور بعض کے ہاں ایک مرتبہ حوض یا ٹنکی کا پانی بھر کر نکال دینا ضروری ہے، اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ ایک طرف سے پاک پانی داخل کر کے دوسری طرف سے اتنا پانی نکال دیا جائے جتنا کہ وقوعِ نجاست کے وقت اس حوض یا ٹنکی میں موجود ہے، اس کے بعد حوض یا ٹنکی اور اس کے پائپ کو پاک سمجھا جائے، اور اگر تھوڑا سا پانی نکل جانے کے بعد بھی استعمال کر لیا جائے تو قولِ مختار کے موافق گنجائش ہے۔(جواہر الفقہ: ۴۷۳/۷)

2): دوسرا طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر اس ٹینک میں موجود سالوینٹ کی مقدار بڑھا کر اسے قلتین کے بقدر رکھا جائے (قلتین کی مقدار کی وضاحت آگے کی جارہی ہے) تو اس صورت میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ایک روایت (جس میں دیگر مائعات کو پانی کے حکم میں قرار دیا گیا ہے) کے مطابق یہ سالوینٹ نجس کپڑے ڈالنے کے باوجود نجس نہیں ہوگا جب تک کہ اس سالوینٹ میں نجاست کی وجہ سے تغیر پیدا نہ ہو یعنی نجاست کا رنگ، بو یا ذائقہ اس میں ظاہر نہ ہو جائے۔[ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارت ۱ تا ۳]

---

(۱) فی الشرح الکبیر علی متن المقنع: (۶۰/۱)

(فصل) فأما غير الماء من المائعات إذا وقعت فيه نجاسة ففيه ثلاث روايات (إحداهن) أنه يتنجس وإن كثر وهو الصحيح إن شاء الله...... الثانية: انها كالماء لا ينجس منها ما بلغ قلتين إلا بالتغير قياسا على الماء قال حرب سألت أحمد قلت كلب ولغ في سمن وزيت قال إذا كان في آنية كبيرة مثل حب أو نحوه رجوت أن لا يكون به بأس يؤكل وإن كان في آنية صغيرة فلا يعجبني .... وإذا قلنا: إن غير الماء من المائعات كالخل ونحوه يزيل النجاسة نبني على ذلك أن الكثير منه لا ينجس إلا بالتغيير لكون حكمه في دفع النجاسة حكم الماء والله أعلم

(۲) وفی الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف للمرداوی: (۶۸/۱)

اذا لاقت النجاسة مائعا غير الماء تنجس، قليلا كان أو كثيرا على الصحيح من المذهب . وعليه الأصحاب . ونقله الجماعة . وعنه حكمه حكم الماء ۔

(۳) وفی الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف للمرداوی: (۲۹۳/۱)

قوله (لا يجوز إزالتها بغير الماء) يعني الماء الطهور . وهذا المذهب مطلقا . وعليه معظم الأصحاب . وقطع به كثير منهم . قال القاضي: قال أصحابنا لا تجوز إزالة النجاسة بمائع غير الماء . أومأ إليه في رواية صالح وعبد الله . وعنه ما يدل على أنها تزال بكل مائع طاهر مزيل، كالخل ونحوه اختاره ابن عقيل، والشيخ تقي الدين، ......

اور یہ سالوینٹ مطہّر بھی ہوگا، چنانچہ جب تک یہ سالوینٹ نجاست کی وجہ سے متغیر نہ ہوجائے اس وقت تک یہ مطہر بھی رہےگااوراس میں بار بار کپڑے دھونے کی صورت میں بھی وہ کپڑے پاک شمار ہوں گے۔[ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارت نمبر۱]

اوراگرسالوینٹ کی اتنی مقدارمشین کے خانے میں برقرار رکھنا مشکل ہوتو پہلی مرتبہ نئے سالوینٹ میں ناپاک کپڑے دھونے کے بعداگر چہ حنابلہ کےمشہوراورراجح مسلک کے مطابق اس سالوینٹ کو پاک کرنے کا کوئی قابل عمل طریقہ ممکن نہیں ہے[ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارت نمبر۲] لیکن فقہ حنبلی کی بعض روایات سے مائعات کو پاک کرنے کی ایک صورت یہ ذکر کی گئی ہے کہ اگرناپاک مائع میں پاک مائع کوشامل کرکےاس کوقلتین کے بقدرکردیاجائےتو یہ پاک ہوسکتا ہے، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ومذهب اهل المدينةوأحمد فى الرواية الثالثة أنه لا ينجس ولو لم يبلغ قلتين...... وجمهور أهل المدينة أطلقوا القول فهؤلاء لا ينجسون شيئا إلا بالتغير ومن سوى بين الماء والمائعات كإحدى الروايتين عن أحمد وقال بهذا القول الذى هو رواية عن أحمد قال فى المائعات كذلك كما قاله الزهرى وغيره فهؤلاء لا ينجسون شيئا من المائعات إلا بالتغير كما ذكره البخارى فى صحيحه؛ لكن على المشهور عن أحمد اعتبار القلتين فى الماء

......وصاحب الفائق .ذكره فى آخر الباب .وقيل :تزال بغير الماء للحاجة، اختاره المجد.قال حفيده :وهو أشبه بنصوص أحمد .نقله ابن خطيب السلامية فى تعليقه۔

(۱)وفى مجموع الفتاوٰى لابن تيمية:(۲۱/۵۰۷)

الوجه الثانى؛ أن يقال غاية هذا أن يقتضى أنه يمكن إزالة النجاسة بالمائع وهذا أحد القولين فى مذهب أحمد ومالك كما هو مذهب أبى حنيفة وغيره .وأحمد جعله لازما لمن قال :إن المائع لا ينجس بملاقاة النجاسة وقال :يلزم على هذا أن تزال به النجاسة......فيلزم جواز إزالته بكل مائع طاهر مزيل للعين قلاع للأثر على هذا القول .وهذا هو القياس فنقول به على هذا التقدير......فيلزم من قال :إنه يجوز إزالة النجاسة بغير الماء من المائعات أن تكون المائعات كالماء فإذا كان الصحيح فى الماء أنه لا ينجس إلا بالتغير إما مطلقا وإما مع الكثرة ،فكذلك الصواب فى المائعات۔

(۲)فى الإنصاف فى معرفة الراجح من الخلاف للمرداوى :(۱/۳۲۱)

قوله (ولا تطهر الأدهان النجسة) ، هذا المذهب مطلقا .وعليه جماهير الأصحاب، وقطع به كثير منهم.

وقال أبو الخطاب :يطهر بالغسل منها ما يتأتى غسله .مثل أن تصب فى ماء كثير وتحرك، ثم تترك حتى تطفو فتؤخذ، ونحو ذلك، وهو تخريج الكافى .ذكره فى كتاب البيع، وجزم به فى الإفادات.

وكذلك فى المائعات إذا سويت به .فنقول :إذا وقع فى المائع القليل نجاسة فصب عليه مائع كثير فيكون الجميع طاهرا إذا لم يكن متغيرا وإن صب عليه ماء قليل دون القلتين فصار الجميع كثيرا فوق القلتين ففى ذلك وجهان فى مذهب أحمد :أحدهما :وهو مذهب الشافعي فى الماء أن الجميع طاهر .والوجه الثاني :أنه لا يكون طاهرا حتى يكون المضاف كثيرا۔

[علاوہ ازیں حنابلہ کی بعض روایات میں قلتین سے کم ناپاک پانی کو پاک کرنے کا یہی طریقہ لکھا ہے اور الانصاف میں علامہ مرداویؒ نے اس کے بارے میں "وهو الصواب" فرمایا ہے۔(ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارت ۵)]

لہٰذا اگر مشین کے خانے میں پاک سالوینٹ ڈال کر اس کو قلتین کے بقدر کرنا ممکن ہو تو اس طرح کر لینے سے ماقبل میں مذکور روایت کے مطابق وہ پاک ہوسکتا ہے۔ پھر اس طریقے سے پاک کر لینے کے بعد اس پورے سالوینٹ میں یا اس میں سے کچھ سالوینٹ نکالنے کے بعد جب مزید کپڑے اس میں ڈال کر دھوئے جائیں گے تو وہ پاک ہوجائیں گے، لیکن قلتین سے کم سالوینٹ ہونے کی صورت میں (حنابلہ کے مشہور اور راجح مسلک کے مطابق) اگر اس میں ناپاک کپڑے دھوئے گئے تو دوبارہ یہ سالوینٹ ناپاک ہوجائے گا، البتہ پھر اسے سابقہ ذکر کی گئی روایت میں مذکور طریقے سے پاک کیا جاسکتا ہے۔

قلتین کی مقدار:

فقہ حنبلی اور فقہ شافعی میں راجح اور مختار قول کے مطابق قلتین کی مقدار پانچ سو (500) رطل بغدادی قرار دی گئی ہے پھر پانچ سو (500) رطل بغدادی کی تعیین میں موجودہ اوزان کے اعتبار سے مختلف مقداریں سامنے آتی ہیں، جن کی مکمل

---

(٥)وفى الإنصاف ايضاً :(٦٨/١)

وإن كان الماء المتنجس دون القلتين، وأضيف إليه ماء طهور دون القلتين، وبلغ المجموع قلتين :فأكثر الأصحاب جزم هنا بعدم التطهير .ويحتمله كلام المصنف هنا .وحكى بعضهم وجها هنا، وبعضهم تخريجا :أنه يطهر، إلحاقا وجعلا للكثير بالانضمام كالكثير من غير انضمام، وهو الصواب، وهو ظاهر تخريج المجد. .... فوائد: ......الثانية: لو اجتمع من نجس وطاهر وطهور قلتان بلا تغيير .فكله نجس على الصحيح من المذهب وقيل :طاهر، وقيل :طهور .وهو الصواب

تفصیل آگے ضمیمہ میں ذکر کی جارہی ہے،تاہم یہ کہاجاسکتاہے کہ قلتین کی مقدار کم وبیش تقریباًدوسوپچاس(250)لیٹر ہے۔[ذیل میں ملاحظہ فرمائیں عبارات ۱تا۵]

(١)فى روضة الطالبين وعمدة المفتين :(١٩/١)

والقلتان :خمس قرب .وفى قدرها بالأرطال أوجه .الصحيح المنصوص :خمسمائة رطل بالبغدادى .والثانى: ستمائة .قاله أبو عبد الله الزبيرى .واختاره القفال، والغزالى .والثالث :ألف رطل .قاله أبو زيد .والأصح أن هذا التقدير تقريب، فلا يضر نقصان القدر الذى لا يظهر بنقصانه تفاوت فى التغير بالقدر المعين من الأشياء المغيرة .والثانى :أنه تحديد :فيضر أى شىء نقص. **قلت :**الأشهر -تفريعا على التقريب -أنه يعفى عن نقص رطلين، وقيل :ثلاثة ونحوها، وقيل :مائة رطل .وإذا وقعت فى الماء القليل نجاسة وشك :هل هو قلتان، أم لا؟ فالذى جزم به صاحب (الحاوى) وآخرون :أنه نجس، لتحقق النجاسة .ولإمام الحرمين فيه احتمالان، والمختار، بل الصواب :الجزم بطهارته، لأن الأصل طهارته، وشككنا فى نجاسة منجسة، ولا يلزم من النجاسة التنجيس .وقدر القلتين بالمساحة :ذراع وربع طولا وعرضا وعمقا .والله أعلم.

(٢)وفى المجموع شرح المهذب :(١٦/٦)

فالرطل مائة درهم وثمانية وعشرون درهما وأربعة أسباع درهم وهو تسعون مثقالا وقيل مائة وثلاثون درهما وبه قطع الغزالى والرافعى وهو غريب ضعيف۔

(٣)وفى المغنى لابن قدامة:(١٩/١)

والمراد بها هاهنا قلتان من قلال هجر، وهما خمس قرب، كل قربة مائة رطل بالعراقى، فتكون القلتان خمسمائة رطل بالعراقى .هذا ظاهر المذهب عند أصحابنا، وهو مذهب الشافعى؛ لأنه روى عن ابن جريج أنه قال :رأيت قلال هجر، القلة تسع قربتين أو قربتين وشيئا .فالاحتياط أن يجعل قربتين ونصفا .وروى الأثرم، وإسماعيل بن سعيد، عن أحمد، أن القلتين أربع قرب، وحكاه ابن المنذر عن أحمد فى "كتابه"؛ وذلك لما روى الجوزجانى، بإسناده عن يحيى بن عقيل، قال :رأيت قلال هجر، وأظن كل قلة تأخذ قربين .وروى نحو هذا عن ابن جريج.واتفق القائلون بتحديد الماء بالقرب على تقدير كل قربة بمائة رطل بالعراقى، لا أعلم بينهم فى ذلك خلافا۔

(٤)وفيه ايضاً :(٢٢/١)

والصحيح أن ذلك تقريب؛ لأن الذين نقلوا تقدير القلال لم يضبطوهما بحد، إنما قال ابن جريج :القلة تسع قربتين أو قربتين وشيئا .وقال يحيى بن عقيل :أظنها تسع قربتين.وهذا لا تحديد فيه۔

(٥)وفى الإنصاف فى معرفة الراجح من الخلاف للمرداوى :(٦٧/١٠)

(وهما خمسمائة رطل بالعراقى) ، وهو المذهب .وعليه جماهير الأصحاب، و جزم به الخرقى،..............

دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامية علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

﴿۳﴾......اس طریقہ کار میں بھی مذکورہ مادہ ایس ایم ٹی کی مخصوص مقدار کو متعدد بار مختلف کپڑوں کی صفائی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا پہلی مرتبہ جب اس سے کپڑوں کو صاف کیا جائے گا تو پہلی بار ڈالے گئے ناپاک کپڑے پاک شمار ہوں گے، (بشرطیکہ کپڑے اس طرح صاف ہو جائیں کہ ان کپڑوں میں نجاست کا اثر باقی نہ ہو) لیکن ایک مرتبہ ناپاک کپڑوں میں استعمال ہونے کے بعد جب اس مادے کو دوسرے کپڑوں کی صفائی میں استعمال کیا جائے گا تو اس سے دوسرے کپڑے بھی ناپاک ہو جائیں گے، پھر کپڑوں کا محض خشک کرنا نجاست دور کرنے کے لئے کافی نہیں جیسا کہ ذکر کیا جاچکا۔ البتہ اگر اس مادے میں پاک مادہ شامل کر کے اسے جاری کیا جائے جیسا کہ جواب نمبر۲ میں ذکر کیا گیا تو یہ مادہ پاک ہو جائے گا بشرطیکہ اس سالوینٹ میں نجاست کا اثر (یعنی رنگ یا بو وغیرہ) ظاہر نہ ہو۔ اور سادہ مشین میں پاک مادہ شامل کر کے مشین کے اندر موجود مادے کو جاری کرنا نسبۃً کافی آسان ہے۔ پھر اس پاک مادے سے صاف کئے جانے والے کپڑے بھی پاک ہوں گے، جبکہ ان کپڑوں میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو۔ (جہاں تک جواب نمبر۲ میں مذکور سالوینٹ کو پاک کرنے کے دوسرے طریقے کا تعلق ہے کہ جس میں قلتین کی مقدار کو مدار بنایا گیا ہے تو وہ طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے، لیکن عموماً اس طرح کی مشینیں بڑی نہیں ہوتیں، اس لئے بظاہر یہ طریقہ ان مشینوں میں کارآمد نہیں ہوگا، البتہ بڑی مشینیں جن میں قلتین کے بقدر یا زائد سالوینٹ سما سکتا ہو، ان میں یہ طریقہ ممکن ہے)

﴿۴﴾......اس طریقہ کار میں فقط برش کے ذریعے صفائی والے مادے سے کپڑوں کو تر کیا جاتا ہے، پھر اس میں بعض اوقات کپڑے کے بعض حصے کو اور کبھی پورے کپڑے کو تر کیا جاتا ہے پھر اس کپڑے کو خشک کر کے استری کر لیا جاتا ہے، پیچھے ذکر کی گئی تفصیل سے واضح ہے کہ یہ طریقہ کار نجس کپڑوں کو پاک کرنے کے لئے کافی نہیں ہے، اور اس برش والے طریقہ کار سے صاف کئے جانے والے کپڑوں کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر پاک کپڑے دیئے تھے تو ڈرائی کلین کے بعد بھی پاک شمار ہوں گے اور اگر ناپاک دیئے تھے تو ناپاک شمار ہوں گے۔

............والهداية،............وعنه أربعمائة: قدمه ابن تميم، وصاحب الفائق. وأطلقهما في الكافي. وقال في الرعاية الكبرى: وحكى عنه ما يدل على أن القلتين ستمائة رطل. انتهى.

فائدتان: إحداهما: مساحة القلتين إذا قلنا إنهما خمسمائة رطل ذراع وربع طولا وعرضا وعمقا. قاله في الرعاية وغيره. **الثانية**: الصحيح من المذهب: أن الرطل العراقي: مائة درهم وثمان وعشرون درهما وأربع أسباع درهم. فهو سبع الرطل الدمشقي، ونصف سبعه. وعلى هذا جمهور الأصحاب. وقيل: هو مائة وثمانية وعشرون وثلاثة أسباع درهم: نقله الزركشي عن صاحب التلخيص فيه. ولم أجد في النسخة التي عندي إلا كالمذهب المتقدم. وقيل: هو مائة وثمانية وعشرون درهما وهو في المغني القديم. وقيل: مائة وثلاثون درهما.

دار الافتاء

دار الافتاء

جہاں تک عام لوگوں کے لئے اپنے کپڑے ڈرائی کلین کرانے کا تعلق ہے تو اس سے متعلق مشورہ یہ ہے کہ:

(۱) اولاً وہ اس بارے میں احتیاط کریں کہ اگر کپڑے پر کہیں نجاست لگ جائے تو حتی الامکان خود اس ناپاک جگہ کو پانی یا کسی پاک مائع سے دھو کر پاک کرلیں اور پھر کپڑا دھلائی کے لئے دیں۔

(۲) ایسے کپڑے جو پانی سے دھل سکتے ہوں یعنی پانی کا استعمال ان کے لئے نقصان دہ نہ ہو تو ان کو پانی کے ذریعے دھلوایا جائے، اور عموماً اب لانڈری والے حضرات پانی سے کپڑے دھونے کیلئے مشینیں استعمال کرتے ہیں اور مختلف جگہوں پر ان کا مشین سے کپڑے دھونے کا طریقہ کار دیکھا گیا تو اس میں مشین میں موجود کپڑوں کو عموماً تین یا زائد مرتبہ پانی سے دھویا جاتا ہے جس سے کپڑوں کے پاک ہونے کا غالب گمان ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جو کپڑے پانی سے دھل سکتے ہوں ان کو کسی دوسرے کیمیکل وغیرہ کے ذریعے ڈرائی کلین نہ کرایا جائے۔

(۳) جو افراد بوقت حاجت اپنے کپڑے ڈرائی کلین کرانا چاہتے ہیں، اگر وہ پاک کپڑے ڈرائی کلین کے لئے بھیجیں تو ڈرائی کلین کے بعد وہ پاک سمجھے جائیں گے، اور اگر کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اولاً اس بات کا اہتمام کریں کہ اس کو پانی یا مائع سے پاک کر کے بھیجیں، حتی الامکان ناپاک کپڑے کو پاک کئے بغیر ہرگز نہ بھیجیں جیسا کہ اوپر (۱) میں ذکر کیا گیا، پھر اگر ان کے علم میں ایسی کمپنی یا فرد ہو جو شرعی طریقۂ کار اختیار کرنے کا اہتمام کرتا ہو تو اس سے کپڑے ڈرائی کلین کرانے چاہییں، اور اگر ان کے علم میں ایسی کوئی کمپنی یا فرد نہ ہو اور خود بھی کپڑے کو دھونا دشوار ہو تو خاص اس صورت میں ڈرائی کلین کرانے کی گنجائش ہے۔

نیز بعض صورتوں میں ایسا ہوتا ہے کہ کپڑوں پر نجاست لگنے پر معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں لگی ہے، یا اتنی مقدار میں لگ جاتی ہے کہ اس کو خود پاک کرنا ممکن نہیں ہوتا، مثلاً پانی سے دھلائی اس کپڑے کو نقصان پہنچاتی ہے، اور ایسا مائع میسر بھی نہ ہو کہ جس سے اس ناپاکی کو دور کیا جاسکے تو اس مجبوری کی صورت میں اگر ایسے نجس کپڑے کو (کیمیکل کے ذریعے) ڈرائی کلین کرایا جائے تو ایسی صورت میں اگر حقیقت میں عملاً ڈرائی کلین کے دوران (پیچھے ذکر کئے گئے امور کا لحاظ رکھتے ہوئے) ہر مرتبہ پاک سالوینٹ سے کپڑوں کو صاف کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں کپڑوں کو پاک قرار دینا واضح ہے (جبکہ ان کپڑوں پر نجاست کا اثر معلوم نہ ہو)، اور اگر عملاً ڈرائی کلین کے دوران پیچھے ذکر کی گئی تفصیل کے مطابق پاک سالوینٹ سے کپڑوں کو پاک کرنے کا اہتمام نہ کیا گیا ہو تو اگرچہ چاروں مذاہب کی کتبِ فقہیہ میں منقول مشہور اور مختار مسلک کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی صورت میں کپڑوں کو پاک قرار نہ دیا جائے لیکن ایسی صورت میں کپڑوں کو پاک قرار دینے سے متعلق فقہ حنبلی میں منقول بعض اقوال سے کافی توسع معلوم ہوتا ہے، (جو اگرچہ زیادہ قوی نہیں ہیں) اور فقہ مالکی میں مذکور بعض کمزور روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، (ان کی تفصیل آگے ذکر کی جارہی ہے) تو ان اقوال اور روایات کے پیشِ نظر اگر بوقتِ مجبوری ایسے کپڑوں کو ڈرائی کلین کے لئے دیا

جائے کہ جن سے خود نجاست دور کرنا ممکن نہ ہو تو ابتلاءِ عام کی صورت میں علۃ الناس کو حرج سے بچانے کے لئے ان کے حق میں ان کپڑوں کو پاک قرار دینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، جبکہ ان کپڑوں پر نجاست کا اثر معلوم نہ ہو۔ ''نظام الفتاویٰ'' میں مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی نظام الدین الاعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ڈرائی کلین کے ذریعے صاف کئے جانے والے کپڑوں کو پاک قرار دیا ہے، البتہ انھوں نے ان کپڑوں کو پاک قرار دینے میں اس بات کو بنیاد بنایا ہے کہ پٹرول سے نجاست کے داغ دھبے زائل ہو جاتے ہیں اور کپڑا صاف ہو جاتا ہے، پھر جب پٹرول کپڑے میں جذب نہ ہو کر اڑ جاتا ہے اور اس کے اڑ جانے کے بعد اثرِ نجاست رنگ و بو مزہ باقی نہیں رہتا بلکہ زائل ہو جاتا ہے تو کپڑا پاک ہو جاتا ہے (نظام الفتاویٰ میں مذکور سوال و جواب کی عبارت آخر میں ذکر کی گئی ہے)۔

لیکن واضح رہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ دیئے گئے کپڑے کو باقاعدہ سالوینٹ میں ڈال کر صاف کرنے کے بجائے فقط برش سے سالوینٹ لگا کر اسے تر کیا گیا اور خشک کر کے استری کر دیا گیا ہے تو اس صورت میں اگر نجس کپڑا دیا گیا تھا تو وہ پاک نہیں ہوگا جیسا کہ جواب نمبر ۴ کی ابتداء میں ذکر کیا گیا۔

[نیز واضح رہے کہ خود ڈرائی کلین کا کام کرنے والے حضرات حتی الامکان احتیاط سے کام لیں اور کپڑوں کی صفائی کے لئے پاک سالوینٹ استعمال کریں، اور اس کیلئے پیچھے ذکر کئے گئے طریقوں میں سے کسی طریقے کے ذریعے سالوینٹ کو پاک کر لیا کریں]

گزشتہ صفحہ پر فقہ حنبلی اور فقہ مالکی کے جن بعض اقوال اور روایات کے پیش نظر ابتلاءِ عام کی صورت میں گنجائش کا ذکر کیا گیا ہے ان اقوال اور روایات کی ذیل میں وضاحت کی جاتی ہے:

فقہ حنبلی میں پانی کے علاوہ دیگر مائعات کے بارے میں تین روایات ذکر کی گئی ہیں، مشہور قول یہی ہے کہ اس کا حکم پانی کی طرح نہیں ہے، جبکہ ایک روایت میں یہ ہے کہ اس کا حکم پانی کی طرح ہے اس دوسری روایت سے متعلق وضاحت پیچھے صفحہ نمبر ۸ پر گزر چکی ہے۔

مذکورہ بالا دوسری روایت کے مطابق جو حکم پانی کا ہوگا، وہی حکم مائع کا ہوگا، چنانچہ پانی اگر قلتین کی مقدار ہو تو جس طرح اس میں نجاست گرنے سے وہ نجس نہیں ہوتا، اس طرح اتنی مقدار مائع بھی نجاست گرنے سے نجس نہیں ہوگا۔

علاوہ ازیں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک روایت یہ منقول ہے کہ پانی خواہ قلیل کیوں نہ ہو، اگر اس میں نجاست گر جائے اور وہ متغیر نہ ہو تو وہ نجس نہیں ہوگا، پانی سے متعلق اس روایت کو حنابلہ میں سے متعدد حضرات نے اختیار بھی کیا ہے۔[ملاحظہ فرمایئے عبارت نمبر۱]۔

(۱) فی الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف للمرداوی :(۵۸،۵۷/۱)

(فإن لم يتغير، وهو يسير. فهل ينجس؟ على روايتين) وأطلقهما في المذهب الأحمد. إحداهما: ينجس، وهو المذهب. وعليه جماهير الأصحاب، جزم به في الإرشاد، والتذكرة لابن عقيل، والخصال......

اس روایت کے ساتھ اگر مذکورہ بالا اس روایت کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ جس میں دیگر مائعات کو پانی کے حکم میں قرار دیا گیا ہے تو اس کا حاصل یہ ہوگا کہ قلتین سے کم قلیل مائع میں نجاست گرنے سے وہ نجس نہیں ہوگا، جبکہ وہ مائع نجاست کی وجہ سے متغیر نہ ہو۔ چنانچہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول مختلف روایات کو نقل کر کے مذکورہ بالا روایات کے پیشِ نظر یہی نتیجہ نکالا ہے اور اس کو ترجیح دی ہے کہ مائع کا حکم پانی کی طرح ہے اور قلیل پانی اور قلیل مائع کو اس وقت تک نجس نہیں کہا جائے گا جب تک کہ وہ نجاست کی وجہ سے متغیر نہ ہو جائیں، اور انھوں نے امام زہری کا بھی یہی مسلک نقل کیا ہے۔[ملاحظہ فرمایئے عبارت نمبر ۱ تا ۳]

...... لابن البنا والإيضاح، والعمدة، والوجيز، والإفادات، والمنور، والتسهيل، والمنتخب، وغيرهم، وهو مفهوم كلام الخرقي، وقدمه في الفروع، والهداية، والمستوعب، والتلخيص، والبلغة، والمحرر، والرعايتين، والحاويين، وإدراك الغاية، والفائق، وغيرهم، وصححه في التصحيح۔ والرواية الثانية: لا ينجس. اختارها ابن عقيل في المفردات وغيرها، وابن المنى والشيخ تقي الدين، وصاحب الفائق. قال في الحاويين: وهو أصح عندي. قال في مجمع البحرين: ونصر هذه الرواية كثير من أصحابنا. قال الزركشيؒ: واظن اختارها ابن الجوزيؒ۔ قال الشيخ تقي الدين: اختارها ابو المظفر بن الجوزيؒ وابو نصر۔

(۱) في مجموع الفتاوى لابن تيميةؒ: (۲۱/ ۴۷۴)

وأما إزالة النجاسة بغير الماء ففيها ثلاثة أقوال في مذهب أحمد: أحدها: المنع كقول الشافعي وهو أحد القولين في مذهب مالك وأحمد. والثاني: الجواز كقول أبي حنيفة وهو القول الثاني في مذهب مالك وأحمد۔

(۲) وفيه ايضاً: (۲۱/ ۵۰۴)

والماء لنجاسته سببان: أحدهما: متفق عليه والآخر مختلف فيه. فالمتفق عليه التغير بالنجاسة فمتى كان الموجب لنجاسته التغير فزال التغير كان طاهرا .... والثاني: القلة: فإذا كان الماء قليلا ووقعت فيه نجاسة ففي نجاسته قولان للعلماء: فمذهب الشافعي وأحمد في إحدى الروايات عنه أنه ينجس ما دون القلتين...... ومذهب أبي حنيفة ينجس ما وصلت إليه الحركة ومذهب أهل المدينة وأحمد في الرواية الثالثة أنه لا ينجس ولو لم يبلغ قلتين...... لكن طائفة من أصحاب مالك قالوا: إن قليل الماء ينجس بقليل النجاسة ولم يحدوا ذلك بقلتين وجمهور أهل المدينة أطلقوا القول فهؤلاء لا ينجسون شيئا إلا بالتغير ومن سوى بين الماء والمائعات كإحدى الروايتين عن أحمد وقال بهذا القول الذي هو رواية عن أحمد قال في المائعات كذلك كما قاله الزهري وغيره. فهؤلاء لا ينجسون شيئا من إلا بالتغير كما ذكره البخاري في صحيحه؛ لكن على المشهور عن أحمد اعتبار القلتين في الماء. وكذلك في المائعات إذا سويت به۔

(۳) وفيه ايضاً: (۲۱/ ۵۰۷)

وفي الجملة التسوية بين الماء والمائعات ممكن على التقديرين وهذا مقتضى النص والقياس في مسألة إزالة النجاسات وفي مسألة ملاقاتها للمائعات الماء وغير الماء. ومن تدبر الأصول المنصوصة المجمع عليها والمعاني الشرعية المعتبرة في الأحكام الشرعية تبين له أن هذا هو أصوب الأقوال فإن نجاسة الماء والمائعات

دار الإفتاء

جہاں تک اس مسئلہ سے متعلق فقہ مالکی کا تعلق ہے تو مالکیہ کا مشہور مذہب یہی ہے کہ دیگر مائعات کا حکم پانی کی طرح نہیں ہے،لہٰذا کثیر مائع بھی نجاست کے گرنے سے نجس ہو جائے گا،البتہ التاج والاکلیل میں علامہ ابن یونسؒ کے حوالے سے ایک روایت یہ نقل کی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانی اور مائع دونوں کو ایک حکم میں قرار دیا ہے،اور علامہ ابن نافعؒ سے

بدون التغير بعيد عن ظواهر النصوص و الأقيسة و كون حكم النجاسة يبقى في مواردها بعد إزالة النجاسة بمائع أو غير مائع بعيد عن الأصول و موجب القياس .ومن كان فقيها خبيرا بمآخذ الأحكام الشرعية و أزال عنه الهوى تبين له ذلك

سابقہ صفحہ سے متعلق (٤)وفيه ايضا:(٥١٦/٢٠،٥١٨)

ثم يقال :الذى يقتضيه المعقول أن الماء إذا لم تغيره النجاسة لا ينجس؛ فإنه باق على أصل خلقه وهو طيب داخل فى قوله تعالى (ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث)..................... وهذا القياس فى الماء هو القياس فى المائعات كلها أنها لا تنجس إذا استحالت النجاسة فيها ولم يبق لها فيها أثر؛ فإنها حينئذ من الطيبات لا من الخبائث .وهذا القياس هو القياس فى قليل الماء وكثيره؛ وقليل المائع وكثيره...............ولهذا كان أظهر الأقوال فى المياه مذهب أهل المدينة والبصرة :أنه لا ينجس إلا بالتغير وهو إحدى الروايات عن الإمام أحمد نصرها طائفة من أصحابه كالإمام أبي الوفاء بن عقيل؛ وأبي محمد بن المنى۔

سابقہ صفحہ سے متعلق(٥)وفيه ايضاً:(٥١٣/٢١)

وإن كان المائع قليلا انبنى على النزاع المتقدم فى الماء القليل .فمن قال .إن القليل لا ينجس إلا بالتغير قال : ذلك فى الزيت وغيره وبذلك أفتى الزهرى لما سئل عن الفأرة أو غيرها من الدواب .تموت فى سمن أو غيره من الأدهان فقال :تلقى وما قرب منها ويؤكل سواء كان قليلا أو كثيرا وسواء كان جامدا أو مائعا .وقد ذكر ذلك البخارى عنه فى صحيحه ....والقول بأن المائعات لا تنجس كما لا ينجس الماء هو القول الراجح۔

سابقہ صفحہ سے متعلق(٦)وفيه ايضاً:(٥٢٨/٢١)

وسئل:عن الزيت إذا كان فى بئر ووقعت فيه نجاسة :مثل الفأرة والحية ونحوهما وماتا فيه .فما الحكم إذا كان دون القلتين؟ وإذا ولغ الكلب فى الزيت أو اللبن فما الحكم فيه؟ .

فأجاب : إذا كان أكثر من القلتين فهى طاهر عند جمهور العلماء :كمالك والشافعى وأحمد وغيرهم .وإن كان دون القلتين ففيه قولان فى مذهب أحمد وغيره ومذهب المدنيين وكثير من أهل الحديث أنه طاهر كإحدى الروايتين عن أحمد وهو اختيار طائفة من أصحابه :كابن عقيل وغيره وكذلك المائع إذا وقعت فيه نجاسة ولم تغيره فيه نزاع معروف وقد بسط فى موضع آخر .والأظهر أنه إذا لم يكن للنجاسة فيه أثر بل استهلكت فيه ولم تغير له لونا ولا طعما ولا ريحا فإنه لا ينجس والله سبحانه أعلم۔

دار الافتاء

بھی کثیر مائع سے متعلق اس طرح منقول ہے۔اور شیخ تقی الدین علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے تسویہ بین الماء والمائع کی روایت کا ذکر کیا ہے[ملاحظہ فرمایئے عبارت نمبر ۱ تا ۴]

(۱)وفی البیان والتحصیل :(۳۷/۱)

وقال مالك فی الماء الكثير تقع فيه القطرة من البول أو الخمر :إن ذلك لا ينجسه ولا يحرمه على من أراد أكله أو شربه أو الوضوء منه، والطعام والودك كذلك إلا أن يكون شيئا يسيرا.

قال محمد بن رشد :ظاهر هذه الرواية أن النجاسة اليسيرة لا تفسد الطعام الكثير ولا تنجسه، كما لا تفسد الماء الكثير ولا تنجسه، وهذا مما لا يقوله إلا داوود القياسي ومن شذ عن الجمهور وخالف الأصول؛لأن الله تعالى خلق الماء طهورا، فهو يحمل ما غلب عليه من النجاسات، بخلاف ما عداه من الأطعمة والأدم المائعات .والفرق بينهما أن رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -سئل عن ماء بير بضاعة وما يلقى فيها من الأقذار والنجاسات فقال خلق الله الماء طهورا لا ينجسه إلا ما غير لونه أو طعمه أو رائحته ، وسئل عن الفارة تقع فی السمن فقال :انزعوها وما حولها فاطرحوه وإن كان مائعا فلا تقربوه۔

فوجب أن لا تحمل الرواية على ظاهرها وأن تتأول على ما ذهب إليه الجمهور مما يطابق الأصول، فنقول: إن معنى قوله :والطعام والودك كذلك؛ أی أن القطرة (من الطعام) والودك إذا وقعت أيضا فی الماء الكثير لم تؤثر فيه ولا أخرجته عن حكمه من التطهير كما لم تخرج القطرة من البول أو الخمر الماء الكثير عن حكمه من الطهارة والتطهير .وقوله :إلا أن يكون يسيرا معناه إلا أن يكون الماء الذی وقع فيه شیء من ذلك يسيرا يتغير من ذلك بعض أوصافه فينجس بالنجاسة وينضاف بالطعام .فهذا تأويل سائغ تصح به الرواية على الأصول وما عليه الجمهور۔

(۲)فی التاج والإكليل لمختصر خليل :(۱۵٦/۱)

(وينجس كثير طعام مائع بنجس قل) ابن عرفة :المشهور أن الطعام المائع ينجس بحلول يسير نجاسة قال فی التلقين :وإن لم تغيره ، الباجی :إذا ماتت فأرة أو نحوها فی كثير زيت ولم تغيره فقال مالك :أكرهه....

دار الافتاء

اگر فقہ مالکی کی ان روایات کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ جن میں پانی کے علاوہ دیگر مائعات کو مطلقاً پانی کے حکم میں قرار دیا گیا ہے تو ان روایات کے مطابق ڈرائی کلین کے طریقہ کار میں جب تک سالوینٹ نجاست کی وجہ سے متغیر نہ ہو جائے اس وقت تک اس سالوینٹ کو نجس قرار نہ دینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، اگرچہ وہ قلتین سے کم مقدار میں ہو۔ اس لئے کہ مالکیہ کا پانی کے بارے میں مشہور مذہب یہی ہے کہ اگرچہ پانی قلیل ہو جب تک وہ نجاست کی وجہ سے متغیر نہ ہو، وہ نجس نہیں ہوگا۔

موجودہ زمانے میں ابتلاءِ عام کی وجہ سے فقہ حنبلی اور فقہ مالکی کی ماقبل میں ذکر کی گئی روایات (جن میں پانی کے علاوہ دیگر مائعات کو پانی کی حکم میں قرار دیا گیا ہے اور قلتین سے کم ہونے کی صورت میں بھی ان کا نجس نہ ہونا معلوم ہوتا ہے جب تک کہ وہ نجاست کی وجہ سے متغیر نہ ہوں) کے پیشِ نظر اس بات کی گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ ڈرائی کلین کے عمل کے دوران اگر نجس کپڑوں کو سالوینٹ میں دھونے سے ان سے نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو ان کو پاک قرار دیا جائے۔ فقہ حنبلی اور فقہ مالکی میں بھی بوقتِ ضرورت یا بوقتِ تعامل قولِ مرجوح یا ضعیف پر عمل کرنے کی گنجائش منقول ہے، جیسا کہ فقہ حنفی میں

.........وقال ابن نافع :لا يضره ذلك فقال ابن يونس :ساوى مالك في المستخرجة بين الماء و المائع ووجه ذلك القياس على الماء ، ووجه التفرقة قوله -عليه السلام :-خلق الله الماء طهورا لا ينجسه إلا ما غير لونه أو طعمه أو ريحه فدل على أن ما عداه بخلافه۔

سابقہ صفحہ سے متعلق(۳)وفي مجموع الفتاوى :(٥٠٣/٢١)

وأما المائعات :كالزيت و السمن وغيرهما من الأدهان كالخل و اللبن وغيرهما إذا وقعت فيه نجاسة مثل الفأرة الميتة ونحوها من النجاسات ففي ذلك قولان للعلماء .أحدهما :أن حكم ذلك حكم الماء وهذا قول الزهري وغيره من السلف وهو إحدى الروايتين عن أحمد ويذكر رواية عن مالك في بعض المواضع وهذا هو أصل قول أبي حنيفة حيث قاس الماء على المائعات۔

دار الافتاء

سابقہ صفحہ سے متعلق (٤)وفيه ايضاً:(٤٧٤/٢١)

وأما إزالة النجاسة بغير الماء ففيها ثلاثة أقوال في مذهب أحمد :أحدها :المنع كقول الشافعي وهو أحد القولين في مذهب مالك وأحمد .والثاني :الجواز كقول أبي حنيفة وهو القول الثاني في مذهب مالك وأحمد۔

ضرورت یا حاجت کے وقت قولِ مرجوح پر عمل کی گنجائش دی گئی ہے۔[ملاحظہ فرمائیے عبارت نمبر ا تا ۵]

(١)الاستخراج لأحكام الخراج للعلامة ابن رجب الحنبلیؒ :(٨٩/١)

ومن تأمل هذا القيد الذی قيد به محققو الاصحاب علم أنه لا تجوز الفتيا فی كثير من هذه الأزمان المتأخرة بتغيير الخراج سدا للذريعة لأن ذلك يتطرق به كثيرا إلى الظلم والعدوان..................وقد ينزل القول الراجح المجتهد فيه الی غيره من الأقوال المرجوحة اذا كان فی الافتاء بالقول الراجح مفسدة وقرأت بخط القاضی مما كتبه من خط أبی حفص أن ابن بطة كان يفتی أن الرهن أمانة فقيل له إن ناسا يعتمدون على ذلك ويجحدون الرهون فأفتى بعد ذلك بأنه مضمون.

(٢)وفی شرح مختصر خليل للخرشی :(٢١٤/٢)

(تنبيه) : محل عدم إعطاء بنی هاشم إذا أعطوا ما يستحقونه من بيت المال فإن لم يعطوه وأضر بهم الفقر أعطوا منها، وإعطاؤهم حينئذ أفضل من إعطاء غيرهم .... (أقول) : قد ضعف اليقين فی هذه الأعصار المتأخرة فإعطاء الزكاة لهم أسهل من تعاطيهم خدمة الذمی والفاجر والكافر، وتجوز صدقة التطوع لآله مع الكراهة على المعتمد، ثم بعد كتبی هذا رأيت نصا فی كتاب لبعض علماء المغرب يذكر فيه ما جرى به العمل عندهم مما يوافق ما قلته وأنه يقدم على المشهور، ونصه هذا: أيضا مما شاع العمل به لضرورة الوقت وهو التصدق على الشرفاء أهل البيت وأخذهم من صدقة الصالحين وغيرهم إلى أن ذكر عن ابن غازی فی بعض أجوبته ما نصه :الرابع يحل لهم التطوع والفريضة وبه القضاء فی هذا الزمان الفاسد الوضع خشية عليهم من الضيعة لمنعهم من حق ذی القربى، فأما الفقراء منهم فتحل لهم على هذه الفتيا الصدقات۔

(٣)وايضاًشرح مختصر خليل للخرشی :(٣٦/١)

(فائدة) يجوز تقليد المذهب المخالف فی بعض النوازل ويقدم على العمل بالضعيف ـ

(٤) وفی حاشية العدوی على كفاية الطالب الربانی :(٤٣/٢)

حاصل المسألة، أن مذهب الرسالة أن اليتيمة التی لم تبلغ لا تزوج أصلا، وهی الرواية المشهورة عن مالك وذهب خليل إلى أنها تزوج بشروط وجرى به العمل، وما جرى به العمل يقدم على المشهور ـ

(٥)وفی ردالمحتار:(١٤٧/٣)

إن الاستئجار على الطاعات كالتعليم ونحوه لم يقل بجوازه الإمام ولا صاحباه .وأفتى به المشايخ للضرورةالتی لو كانت فی زمان الإمام لقال به، فيكون ذلك مذهبه حكما۔

ابتلاءِ عام کی صورت میں فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے زمانے کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عامۃ الناس کو تنگی سے بچانے کے لئے نجاست وطہارت کے متعدد مسائل میں کافی وسعت دی ہے، ضرورت یا ابتلاء عام کی بنا پر گنجائش کی چند مثالیں یہ ہیں: (۱) جہاں راستے کے کیچڑ سے بچنا مشکل ہو تو اگر چہ اس کیچڑ میں نجاست کا ملنا یقینی کیوں نہ ہو، تب بھی مبتلا شخص کے کپڑوں وغیرہ پر لگنے والے کیچڑ کو معاف قرار دیا گیا۔ (۲) بلی کا پیشاب پانی کے برتنوں کے علاوہ مثلاً کپڑوں میں ضرورت کی بنا پر معاف قرار دیا گیا ہے، نیز چوہے اور چمگادڑ کے پیشاب اور بیٹ کو ضرورت کے مواقع میں معاف رکھا گیا ہے وغیرہ۔ [ملاحظہ فرمائیے عبارت نمبر ۱ تا ۶]

---

(١)في المبسوط للسرخسيؒ:(٢٣٤/١١)

وقد روى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى الكراهة في سؤر الفرس كما في لبنه، وإنما جعل بوله كبول ما يؤكل لحمه لمعنى البلوى فيه، <u>فللبلوى تأثير في تخفيف حكم النجاسة</u> (المبسوط ٢٣٤/١١)

(٢)وفي ردالمحتار:(٣٢٤/١)

طين الشوارع عفو وإن ملأ الثوب للضرورة ولو مختلطا بالعذرات وتجوز الصلاة معه .اهـ . .وقدمنا أن هذا قاسه المشايخ على قول محمد آخرا بطهارة الروث والخثى، ومقتضاه أنه طاهر لكن لم يقبله الإمام الحلواني كما في الخلاصة .قال في الحلية :أي :لا يقبل كونه طاهرا وهو متجه، بل الأشبه المنع بالقدر الفاحش منه إلا لمن ابتلى به بحيث يجيء ويذهب في أيام الأوحال في بلادنا الشامية لعدم انفكاك طرقها من النجاسة غالبا مع عسر الاحتراز، بخلاف من لا يمر بها أصلا في هذه الحالة فلا يعفى في حقه حتى إن هذا لا يصلي في ثوب ذاك .اهـ........... والحاصل أن الذي ينبغي أنه حيث كان العفو للضرورة، وعدم إمكان الاحتراز أن يقال بالعفو وإن غلبت النجاسة ما لم ير عينها لو أصابه بلا قصد وكان ممن يذهب ويجيء ، وإلا فلا ضرورة.

(٣)وفي الأشباه والنظائر لابن نجيم :(٢٢٨/١)

السادس :العسر وعموم البلوى؛ كالصلاة مع النجاسة المعفو عنها كما دون ربع الثوب من مخففة وقدر الدرهم من المغلظة، ونجاسة المعذور التي تصيب ثيابه وكان كلما غسله خرجت۔

(٤)وفي الدرالمختار:(٣١٨/١)

(وبول غير مأكول ولو من صغير لم يطعم) إلا بول الخفاش وخرأهفطاهر، وكذا بول الفأرة لتعذر التحرز عنه وعليه الفتوى كما في التتارخانية ......وفي الأشباه بول السنور في غير أواني الماء عفو وعليه الفتوى۔

(٥)وفي ردالمحتار:(٣١٨/١)

وفي البدائع وغيره :بول الخفافيش وخرؤها ليس بنجس لتعذر صيانة الثوب والأواني عنها؛ لأنها تبول من الهواء وهي فأرة طيارة فلهذا تبول .اهـ .ومقتضاه أن سقوط النجاسة للضرورة، وهو متجه على القول بأنه لا يؤكل...... والحاصل أن ظاهر الرواية نجاسة الكل .لكن الضرورة متحققة في بول الهرة في غير المائعات كالثياب، وكذا في خرء الفأرة في نحو الحنطة دون الثياب والمائعات۔

فی نظام الفتاوی: (۱۳۳)

سوال: ڈرائی کلین میں دھلے ہوئے کوٹ، پتلون یا شیروانی وغیرہ کی تطہیر کئے بغیر نماز پڑھنی یا پڑھانی درست ہے یا نہیں، ڈرائی کلین میں ایک فلٹر میں چند گیلن پٹرول ڈال کر گرم کپڑے چار پانچ عدد ڈال دیئے جاتے ہیں اور مشین چالو کر دی جاتی ہے، جس سے کپڑے پٹرول میں زوروں سے گردش کرنے لگتے ہیں اور میل کچیل پٹرول میں آجاتا ہے، پھر پٹرول کو نتھار کر کپڑے خشک کر کے پریس کر دیئے جاتے ہیں، فلٹر میں جو کپڑے پڑتے ہیں، ان میں نوے فیصد یقینی (پتلون وغیرہ) نجس ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی وجہ سے ٹنکی یا پٹرول اور اس کے سارے کپڑے یقیناً نجس ہوجاتے ہیں، جو محض خشک کرنے اور پریس کرنے سے پاک نہیں ہوتے، اس لئے ان میں ان کی تطہیر کے بغیر نماز کس طرح درست ہوسکتی ہے؟

جواب: ....اسی طرح دیہاتوں میں عام طور پر سوتی کپڑے جو دھوئے جاتے ہیں وہ گدھوں کی لیدوں میں ملوث کرنے اور خوب ملنے کے بعد دھوئے جاتے ہیں اور بسا اوقات پانی کی کم یابی کی وجہ سے وہ ایک چھوٹے سے گڑھے میں اور کبھی محض ٹبوں میں دھوئے اور صاف کئے جاتے ہیں اور خشک بھی بسا اوقات ناپاک زمینوں پر جیسے تالاب وغیرہ کے گندے حواشی یا گندی جھاڑیوں میں پھیلا کر کئے جاتے ہیں جس کا مشاہدہ بھی عام ہے اور جہاں کہیں دھوبی غیر مسلم ہوں اور آبادی بھی عموماً غیر مسلموں کی ہو، وہاں تو اس کا مشاہدہ اور بھی عام ہے، مگر اس کے باوجود ان دھلے ہوئے کپڑوں پر ناپاک ہونے کا حکم نہیں ہوتا اور نہ بغیر شرعی ضابطہ سے پاک کئے ہوئے ان کپڑوں میں نماز پڑھنے سے نماز نہ ہونے ہی کا حکم دیا جاتا ہے۔ یہ صرف اسی قاعدۂ مسلمہ کی بناء پر ہے کہ اصل اشیاء میں طہارت ہے، پس جب تک اس کے خلاف دلیل شرعی سے نجاست کے ملوث وبقا کا یقین نہ ہوجائے، حکم بالنجاست حکم شرعی نہ ہوگا، بالخصوص ابتلاء عام بھی اس میں شریک ہوجائے۔

سابقہ صفحہ سے متعلق (٦)وفی الفتاوی الهندية :(٤٤/١)

ومنها الحت والدلك: الخف إذا أصابه النجاسة إن كانت متجسدة كالعذرة والروث والمنى يطهر بالحت إذا يبست وإن كانت رطبة فى ظاهر الرواية لا يطهر إلا بالغسل وعند أبى يوسف إذا مسحه على وجه المبالغة بحيث لا يبقى لها أثر يطهر وعليه الفتوى لعموم البلوى كذا فى فتاوى قاضى خان وإن لم تكن النجاسة متجسدة كالخمر والبول إذا التصق بها مثل التراب أو ألقى عليها فمسحها يطهر وهو الصحيح هكذا فى التبيين وعليه الفتوى للضرورة كذا فى معراج الدراية وفى فتاوى الحجة الفرو إذا أصابته النجاسة المتجسدة ويبست يطهر بالدلك كما يطهر الخف كذا فى المضمرات۔

دار الافتاء

بالکل اسی طرح یہاں پٹرول سے دھلے ہوئے کپڑوں کا بھی حکم ہوگا۔ بلکہ پٹرول کے اندر جذب نہ ہونے اوراڑ جانے کی قوت پانی سے کہیں زیادہ اورقوی ہوتی ہے۔اور پھراونی کپڑوں میں سوتی کپڑوں کے مقابلے میں جذب کرنے کی صلاحیت بھی تقریباً نفی کے برابر ہوتی ہے۔اوراسی بناپراونی کپڑوں کو بھیگا کرٹانک دوتو محض نتھرنے کے ساتھ ہی ساتھ بالکل خشک ہوجاتے ہیں، بخلاف سوتی کپڑوں کے کہ نتھرنے کے بعد بھی کافی تر رہتے ہیں،اس کا تقاضا بھی یہ ہونا چاہیے کہ اونی کپڑوں میں نجاست کی سرایت بھی بہت کمزورونا پائیدار ہو۔ اوراس کے تطہیر کا طریقہ بھی سہل ہو،انہیں وجوہ کی بناپر پٹرول سے دھلے ہوئے ان کپڑوں پرناپاک ہونے کا حکم نہیں ہوتا،اورنہ ان کے دوبارہ دھونے کا حکم ہوتا ہےاورنہ تطہیر کرنے کا حکم ہوتا ہے۔

یہیں سے یہ بات نکل آئی کہ جب پٹرول میں کپڑوں کی گردش کرائے اور جھنجوڑنے سے کپڑوں کے داغ دھبے خواہ وہ ناپاکی ہی کے داغ دھبے ہوں، زائل ہوجاتے ہیں،اورکپڑا صاف ستھرا ہوجاتا ہےتو جب پٹرول کپڑے میں جذب نہ ہوکراڑ جاتا ہےاوراس کےاڑ جانے کے بعد بھی اثر نجاست رنگ وبو ومزہ باقی نہیں رہتا ہے بلکہ زائل ہوجاتا ہےتو کہنا پڑے گا کہ پٹرول ہی سے ازالہ ہوا ہےاور تطہیر نام ہے اسی ازالۂ نجاست کا خواہ قلب ماہیت کی وجہ سے ہوجیسے شراب کا سرکہ بن جانااورسرکہ کا پاک شمار کیا جانا، یا محض اڑ جانے سے ہوجیسے ناپاک روئی کے دھنکنے سے روئی کا پاک ہوجانا، یا غسل بالماء کے ذریعہ سے یا کسی بھی سیال طاہرشی سے غسل کے ذریعہ سے۔اور یہ صورت یہاں بھی حاصل ہے،لہٰذااس بناء پر بھی دوبارہ تطہیر کا حکم دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔

البتہ جن لوگوں کواپنے کپڑے کی ناپاکی کا یقین ہو،مثلاً نجاست لگتے ہوئے یا لگی ہوئی خوددیکھی ہےتوان کو پٹرول میں دھونے کے لئے دینے سے قبل خودپاک کرلیناچاہیے یاپھردھل کرآنے کے بعداحتیاطاً خودپاک کرلیناافضل ہوگا۔

اسی طرح یہ بات بھی الگ ہوگی کہ از روئے تقوٰی ایسے دھلے ہوئے کپڑوں کی تطہیر بقاعدہ شرع خودکرلی جائے مگراس کوفتوٰی نہیں قرار دیا جاسکتا۔فقط۔(نظام الفتاوٰی:ص ۱۳۳)

ضمیمہ

فقہ حنبلی اورفقہ شافعی میں راجح قول کے مطابق قلتین کی مقدار پانچ سو(500)رطل بغدادی ہے،،[جبکہ ایک قول میں چارسو(400)اورایک قول میں چھ سو(600) بھی نقل کی گئی ہے،اس کے علاوہ اوراقوال بھی ملتے ہیں]

پانچ سو (500) رطل بغدادی کا کلوگرام یا گرام کے اعتبار سے وزن اور لیٹر کے اعتبار سے اس کی مقدار کی وضاحت

دار الافتاء

درجِ ذیل ہے:

شیخ علامہ وہبہ الزحیلی نے ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' میں صاع کا وزن (2176) گرام اور لیٹر کے اعتبار سے (2.75) لیٹر لکھا ہے، اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ایک صاع امام شافعیؒ اور فقہاءِ حجاز کے نزدیک پانچ رطل اور ثلث رطل بغدادی کے برابر ہے۔ علامہ الدکتور محمد احمد اسماعیل الخاروف نے علامہ ابن رفعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''کتاب الایضاح والتبیان فی معرفۃ المکیال والمیزان'' کے حاشیہ میں تقریباً اسی طرح نقل کیا ہے، البتہ انھوں نے ایک گرام کے فرق کے ساتھ صاع کا وزن (2175) گرام (گندم کے اعتبار سے) نقل کیا ہے، مجلۃ البحوث الاسلامیۃ میں شیخ علامہ عبداللہ بن سلیمان المنیع نے ''بحث فی تحویل الموازین والمکاییل الشرعیۃ الی المقادیر المعاصرۃ'' میں بھی صاع کی مقدار (2.75) لیٹر کو اختیار کیا ہے۔ [ملاحظہ فرمائیں عبارات ۱ تا ۳] اب اس صاع کی مقدار یعنی (2.75) لیٹر کو لیتے ہوئے رطل کی مقدار نکالیں تو ایک رطل کی مقدار (0.515) لیٹر آتی ہے، اور قلتین کی مقدار چونکہ پانچ سو (500) رطل ہے، تو اس کو پانچ سو (500) میں ضرب دینے سے تقریباً دو سو ستاون (257) لیٹر مقدار آتی ہے۔ حسابی طریقہ مختصراً یہ ہے:

$$2.75 \div 5.333 = 0.515$$

$$0.515 \times 500 = 257.5$$

---

(۱) وفی الفقہ الاسلامی وادلتہ: (۱/۱۴۲)

الصاع الشرعی او البغدادی: 4 امداد او 5،1/3 رطل ای اربع حفنات کبار، ووزنہ: (685.7) درھما او (2.75) لتراً او (2176) غم وھو رأی الشافعی وفقھاء الحجاز والصاحبین باعتبار ان المد: رطل وثلث بالعراقی۔

(۲) وفی حاشیۃ ''کتاب الایضاح والتبیان لابن رفعۃ'' للدکتور محمد احمد اسماعیل الخاروف: (ص۵۷)

وقد اجمع فقھاء الشافعیۃ ان صاع الشریعۃ یزن (1/3) 5 رطلاً بغدادیا من القمح وشارکھم فی ھذا الرأی فقھاء الحنابلۃ والمالکیۃ۔..............وھو علی رأی الحنفیۃ یزن= 1040 درھما..................وفی رأی بقیۃ الفقھاء

=685.28 درھماً=2175 غراماً=2.75 لتراً

(۳) وفی مجلۃ البحوث الإسلامیۃ: (۵۹/۱۸۱)

ان الصاع 2.75 لترا من الماء المقطر.

(لیکن مذکورہ بالا نتیجہ کے برخلاف علامہ محمد احمد اسماعیل الخاروف نے علامہ ابن رفعہؒ کی سابقہ ذکر کردہ کتاب کے حاشیہ میں ص۸۰ پر لکھا ہے:"وخلاصة القول فان القلتين تقدران بحوالى 307 لترات " لیکن اس مقدار کی وضاحت نہیں کی کہ یہ کس طرح بنتی ہے،اوراس مقدار کی تائید یاماخذ ہمیں نہیں مل سکا)۔

نیز مجلۃ البحوث الاسلامیۃ میں شیخ علامہ عبداللہ بن سلیمان المنیع نے ایک قلہ کا وزن (102) کلوگرام لکھا ہے،تو دو قلہ کی مقدار (204) کلوگرام ہوئی،اسی طرح علامہ وہبہ الزحیلی نے رطل کی مقدار (408) گرام تحریر کی ہے،تو اس کو پانچ سو (500) میں ضرب دینے سے پورے (204) کلوگرام بنتے ہیں۔پھر علامہ عبداللہ بن سلیمان المنیع کے ذکر کردہ حسابات نیز علامہ وہبہ الزحیلی اور علامہ محمد احمد الخاروف کے ذکر کردہ حساب کے اعتبار سے ایک کلوگرام تقریباً کم وبیش 1.26 لیٹر پانی کے برابر بنتا ہے،[ملاحظہ فرمائیں عبارات نمبر ۱ تا ۳] تو اگر مذکورہ مقدار کو لیٹر میں تبدیل کیا جائے (یعنی 204×1.26) تو بھی تقریباً (257) لیٹر بنتے ہیں۔

شیخ علامہ وہبہ الزحیلی نے ایک اور مقام پر"الماء المستعمل القليل" کی بحث کے تحت رطل شامی کے حساب سے قلتین کی مقدار 195.112 کلوگرام نقل کی ہے،تو اگر مذکورہ مقدار کو لیٹر میں تبدیل کیا جائے (یعنی 195.112 ×1.26) تو تقریباً (246) لیٹر بنتے ہیں۔[ملاحظہ فرمائیں عبارت نمبر ۴] علاوہ ازیں ایک اور قول کو نقل کرتے ہوئے انھوں نے (270) لیٹر تحریر کیا ہے:"وقيل :(١٥) تنكة او(270) لتراً"۔(الفقه الاسلامي وادلته :٢٧٣/١)

---

(١)وفيها ايضاً :(١٨٤/٥٩)

وحيث سبق ذكر مقدار الرطل بالجرام وأنه يساوى 408 جرامات .فإن مقدار القلة الواحدة بالجرام

250×408= 102000 جرام، أى 102 كيلو جراما.

(٢)وفى الفقه الاسلامى وادلته :(١٤٤/١)

الوسق :(٦٠) صاعا............(١٩٨لترا) او(١٥٦) كغ.

(٣)وفى حاشية "كتاب الايضاح والتبيان لابن رفعةؒ للدكتور محمد احمد اسماعيل الخاروف:(ص٥٧)

ويعادل ٦٦ لترا من الماء المقطراو ٥٢٫١٤ كيلوغراما من القمح.

(٤)وفى الفقه الاسلامى وادلته :(٢٧٣/١)

والقلتان خمسمائة رطل بغدادى تقريباً(٥٠٠)......وبالشامى(٨١) رطلاً والرطل الشامى :(1/2) 2 كغ

فيكون قدرهما (195.112 كغ).

"المقادير الشرعيه والاحكام الفقهية المتعلقة بها" میں علامہ نجم الدین الکردیؒ نے مختلف مقامات پر دراہم کے اوزان میں اختلاف کے اعتبار سے رطل کے مختلف اوزان مثلاً 406 گرام اور 405 گرام اور 381.75 گرام نقل کئے ہیں تاہم رسالہ کے آخر میں ایک نقشہ میں انھوں نے رطل کا وزن 381.75 گرام ہی نقل کیا ہے، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

وزن اجزاء الصاع مقدرة بالجرام :

الصاع =2036 جرام

الرطل =381.75 جرام

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک قول میں درہم کا وزن تقریباً 2.97 گرام نقل کیا گیا ہے تو اس اعتبار سے رطل (یعنی 128.571 درہم) کا وزن تقریباً 381.8 گرام آتا ہے، اس مذکورہ بالا وزن کے اعتبار سے قلتین یعنی 500 رطل کا وزن 190.875 کلوگرام بنتا ہے۔ پھر اسی کتاب میں علامہ نجم الدین کردی نے گندم کے وزن اور پانی کی مقدار کے درمیان یہ نسبت ذکر کی ہے کہ 150 کلو گندم 198 لیٹر پانی کے مساوی ہے۔ جس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ جس برتن میں ایک کلو گندم سما سکتی ہے، اس میں 1.32 لیٹر پانی آ سکتا ہے۔ (جبکہ "الفقہ الاسلامی وادلتہ (۲۴۴:۱)" میں وسق کی مقدار کے بیان کے تحت 198 لیٹر اور 156 کلوگرام کا مساوی ہونا معلوم ہوتا ہے)۔ علامہ نجم الدین الکردیؒ کی تحریر کردہ عبارت درج ذیل ہے:

ثم ان نسبة الماء الصافی الی حجم القمح = 150/198 یعنی ان 198 لتراً من الماء تساوی 150 کجم وزن من القمح۔ (المقادير الشرعيه والاحكام الفقهية المتعلقة بها ص ٤٠)

اس کتاب میں درج نسبت کے اعتبار سے اگر 190.875 کلوگرام کو لیٹر میں تبدیل کیا جائے (یعنی 1.32 ×190.875) تو تقریباً 252 لیٹر بنتے ہیں۔

احسن الفتاویٰ (۸۸/۱۰) میں قلتین کی مقدار 217.278 کلوگرام لکھی ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے نزدیک درہم کا وزن (3.3512) گرام ہے (احسن الفتاویٰ ۳۸۴:۴)۔ اور ایک رطل ایک قول کے مطابق ایک سو تیس (130) درہم کا ہوتا ہے، تو ایک رطل کا وزن (435.5=3.35×130) بنتا ہے، پھر اور قلتین کی مقدار کے لئے (435.5) کو 500 میں ضرب دیں تو تقریباً دو سو سترہ (217) کلوگرام بنتے ہیں۔ پھر احسن الفتاویٰ (ج۴ص۴۰۶) میں ۲۴۹ء۲ کلوگرام گندم کو ۹۴ء۲ لیٹر کے برابر قرار دیا ہے، اس سے کلوگرام اور لیٹر کے درمیان جو

نسبت معلوم ہوتی ہے،اس کے مطابق ایک کلوگرام گندم تقریباً 1.30 لیٹر کے برابر بنتی ہے، اس حساب سے قلتین (217.278) کلوگرام کی مقدار تقریباً (282) لیٹر بنتی ہے۔اور اگر ایک کلوگرام کو 1.26 لیٹر کے برابر لیا جائے تو قلتین کی مقدار تقریباً (273) لیٹر بنتی ہے۔

''الاوزان المحمودۃ''ص ۵۳ میں علامہ ابوالکلام شفیق القاسمی المظاہری نے فقہ حنفی کے اعتبار سے ایک صاع میں آٹھ رطل کے حساب سے ایک رطل کی مقدار تقریباً 0.515 لیٹر ذکر کی ہے اور اسے 250 میں ضرب دے کر ایک قلہ کی مقدار تقریباً 128.978 لیٹر ذکر کی ہے،اس حساب سے دو قلہ کی مقدار تقریباً 258 لیٹر بنتی ہے، یہ مقدار پچھلے صفحہ پر ذکر کی گئی مقدار 257 لیٹر کے قریب تر ہے۔

مذکورہ بالا مقداروں میں 257 لیٹر والا قول نسبتاً قوی معلوم ہوتا ہے،اس لئے کہ اگر رطل کی بنیادی اکائی درہم کے وزن کو دیکھا جائے، تو اس کی مختلف مقداریں نقل کی گئی ہیں، چنانچہ علامہ وہبہ الزحیلی نے ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' میں تین مقداریں نقل کی ہیں:

الدرهم العراقي :(3.17) غم   والدرهم الحالي المصرى :(3.12)غم

والدرهم العربى :(2.975) غم   (الفقه الاسلامى وادلته : ۱/۱۷۳)

درہم کی مقدار 3.17 گرام کے اعتبار سے رطل کا وزن تقریباً 408 گرام اور قلتین کا وزن تقریباً 204 کلوگرام اور لیٹر کے اعتبار سے تقریباً 257 لیٹر بنتے ہیں۔

جہاں تک درہم مصری (3.12) گرام کا تعلق ہے تو "المقادير الشرعيه والاحكام الفقهية المتعلقة بها" میں علامہ نجم الدین الکردیؒ نے درہم مصری کے اعتبار سے ایک رطل 130 درہم کے برابر قرار دیا ہے جس کی مقدار تقریباً 406 گرام تقریباً بنتی ہے، عبارت درج ذیل ہے:

وعلى هذا يكون الرطل البغدادى 130 درهما مصريا والدرهم المصرى يساوى 3.125 جم فيكون الرطل البغدادى يساوى 406.250 جم واذا كان الدرهم المصرى يساوى 3.12 جم فيكون الرطل البغدادى 405.6 جم۔(ص ۱۹۶)

دار الافتاء

اگر کلوگرام کو 1.26 لیٹر کے برابر لیا جائے تو تقریباً 256 لیٹر سے کچھ کم بنتا ہے۔ اس مقدار میں اور مذکورہ بالا مقدار میں بہت معمولی فرق ہے۔ البتہ اگر ایک کلوگرام کو 1.32 لیٹر کے برابر لیا جائے تو تقریباً 268 لیٹر بنتے ہیں۔

اور اگر درہم کی مقدار 2.97 گرام لی جائے تو رطل تقریباً 381.8 گرام بنتا ہے، اور "المقادير الشرعية والاحكام الفقهية المتعلقة بها" میں درج نسبت کے مطابق قلتین کی مقدار 252 لیٹر بنتی ہے، جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا

البتہ اگر ایک کلوگرام کو 1.26 لیٹر لیا جائے تو 2.97 گرام وزن کے درہم کے اعتبار سے قلتین کی مقدار تقریباً 240 لیٹر بنتی ہے۔

حاصل یہ کہ درہم کے مختلف اوزان کو سامنے رکھتے ہوئے نتیجۃً قلتین کی مقدار تقریباً کم وبیش 257 لیٹر نسبتاً زیادہ سامنے آتی ہے، اور پیچھے ذکر کی گئی تفصیل میں اس کے مؤیدات بھی نسبتاً زیادہ ہیں، پھر فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں راجح یہ ہے کہ قلتین کی مقدار تقریبی ہے، تحدیدی نہیں ہے، لہٰذا معمولی کمی بیشی سے حکم میں فرق نہیں پڑے گا، تو اس اعتبار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ قلتین کی مقدار تقریباً 250 لیٹر ہے، (بالخصوص جبکہ اس سے کم مقدار کے نتائج بھی موجود ہیں)۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالحفیظ، محمد طلحہ ہاشم عفا اللہ عنہما

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۲/ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

۲۰/نومبر ۲۰۱۹ء

المجیب مصیب وفقہ اللہ تعالیٰ لأمثالہ من الدراسات العمیقۃ وجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۲۲-۳-۱۴۴۱ھ

دار الافتاء — فتوی نمبر ۲۱۲۷/۸۵ — ۱۴۴۱/۳/۲۳ — ۲۰۱۹/۱۲/۱

مفتی

جزی اللہ تعالیٰ عنا المجیب خیرا کثیرا

العبد محمود اشرف غفر اللہ لہ

۲۶-۳-۱۴۴۱ھ

23-11-2019

الجواب صحیح والمجیب نجیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

۲۸/۳/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ

۳۰/۳/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالرؤف

۲۷-۳-۱۴۴۱ھ

مفتی — نائب مفتی — مفتی

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

۲۹/۳/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

۲۸/۳/۱۴۴۱ھ

SMT Test Results

Date: 31 October 2019

Based on the expertise requested, three different experiments were conducted. The findings are shared below:

1. Boiling point of pure and impure SMT was measured and found to be:
   a. Pure SMT: 118-120 Celsius
   b. Impure SMT: 109-100 Celsius
2. Dry fabric weight was measured prior to wetting it with SMT, and then drying it at 58C for several minutes. The weight was periodically recorded and it was noted that the cloth gets completely dry after 25 minutes. However, in case of heavy fabric, it would take further 10 to 15 minutes more time to dry such fabrics completely.
3. We also conducted an evaporation test with impure SMT, and found that after complete evaporation impurities are left behind, and <u>do not completely evaporate</u> with the solvent.

Note: After reading through the process, it is suggested that in order to completely avoid impurities in MST while recycling, 100% distillation process is recommended.

Please feel free to revert for any further clarification.

ENGR. DR. ZAHOOR UL HUSSSAIN AWAN
Associate Professor
Department of Chemical Engineering
NED University of Engineering & Technology
University Road, Karachi. 75270

Prepared by: Dr. Zahoor Ul Hussain

Associate Professor, department of Chemical Engineering

دار الإفتاء